اخبار احمدیہ

قادیان ۲۸ دسمبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع نہیں مل سکی۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو صحت و سلامتی عطا فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

قادیان ۲۸ دسمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۸ دسمبر: قادیان کے تین درویش مکرم چوہدری عبدالحق صاحب مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی مکرم چوہدری منظور احمد صاحب منیر جو کہ گذشتہ جنگ سے قبل پاسپورٹ پر پاکستان گئے تھے جنگ کے باعث رکے ہوئے تھے آج صبح خیریت سے قادیان پہنچ گئے۔ تینوں دوستوں کو بوجہ اجازت کراچی سے دہلی کا سفر بذریعہ ہوائی جہاز کرنا پڑا۔ اور دہلی سے قادیان بذریعہ ریل پہنچے۔

بھارت سرکار کی خدمت میں اپنی خدمات اور تعاون کی پیشکش

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا ریزولیوشن

قادیان دارالامان ۱۲ دسمبر ۱۹۶۵ء۔ ہمارے دیش بھارت کے خلاف چین اور پاکستان کی جارحانہ کارروائی کی مذمت اور دیش کی حفاظت و سالمیت کے سلسلہ میں بھارت سرکار کے اقدامات کی تائید میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان میں آج کے روز جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے نمائندگان کی موجودگی میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش ہوکر حاضرین جلسہ نے اتفاق رائے سے پاس کیا۔ یہ ریزولیوشن مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان نے پیش کیا۔ اور مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان و امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بنگال و اڑیسہ۔ مکرم محمد کریم اللہ صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس۔ مکرم بی عبداللہ صاحب مبلغ انچارج کیرالہ۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ انچارج دہلی و یوپی۔ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ شمر کہ۔ مکرم سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر بہار۔ مکرم ماسٹر محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جموں۔ مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر نے اس ریزولیوشن کی پر زور تائید کی۔

ریزولیوشن:- ہمارے دیش بھارت کو آجکل دو ہمسایوں پاکستان اور چین کی جارحانہ کارروائیوں سے مشکل صورت حالات کا سامنا ہے ماہ اگست میں پاکستان نے کشمیر میں وسیع پیمانہ پر جارحانہ کارروائی کر کے ہمارے دیش کے امن اور سالمیت کو چیلنج کیا تھا چنانچہ بھارت سرکار نے اس جارحانہ کارروائی کو ختم کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے۔ اس موقعہ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ہندوستان کی تمام احمدی جماعتوں کے نمائندہ کی حیثیت سے اپنے ریزولیوشن مورخہ ۹-۶۵ء میں پاکستان کے جارحانہ حملہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اپنی سرکار کے دفاعی اقدامات کی سراہنا کی اور ایک معقول رقم نیشنل ڈیفنس فنڈ میں ادا کی نیز ناظر امور عامہ نے سرکلر لیٹر اور اخبار بدر میں اعلانات کے ذریعہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو تاکید کی کہ سب جماعتیں ان حالات میں اپنے افسران اور حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ چنانچہ جماعتوں نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں اور سلسلہ کی تنظیم روایات کے مطابق دیش کی حفاظت اور سالمیت کے لئے اپنے افسران کو اپنا تعاون پیش کیا اور نیشنل ڈیفنس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ موصولہ اطلاعات کے مطابق جماعتیں تقریباً -/۳۵۰۰۰ روپے قومی دفاعی فنڈ میں ادا کر چکی ہیں۔ صرف کلکتہ کے احمدی تاجر احباب جماعت نے ہی مبلغ -/۶۰۰۵ روپے دفاعی فنڈ میں چندہ ادا کیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ہر کارکن اپنی ایک دن کی تنخواہ دیش کی ہنگامی ضروریات کے لئے ادا کر چکا ہے۔ بہت سے احمدی فوجی جوانوں نے دیش کی حفاظت کی خاطر اپنی قربانی پیش کی ہے۔

آج جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شامل ہونے والے ہندوستان کے مختلف علاقوں اور صوبہ جات کے احمدی بنیادی اسلامی تعلیمات اور جماعت احمدیہ کی سابقہ روایات کے مطابق ایک بار پھر بھارت کے دشمنوں (چین اور پاکستان) کی بھارت کے خلاف جارحانہ کارروائیوں کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اپنی سرکار کو ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ اور اپنی سرکار کے جملہ دفاعی اقدامات کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ اور اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ہندوستان میں بسنے والے احمدی جس طرح پہلے اپنی سرکار کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرتے رہتے ہیں۔ آئندہ بھی پورا پورا تعاون دیتے رہیں گے۔ پاکستان کی جارحیت کے مقابلہ میں ہمارے ملک کی فوج نے جس ہمت اور بہادری کا مظاہرہ کر کے ملک کا نام روشن کیا ہے۔ ہم اس کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے امن اور سلامتی کو ہمیشہ قائم رکھے۔ اور ہم سب دیش واسیوں کو ملک کی حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

نوٹ:- مندرجہ بالا ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہو جانے کے بعد حاضرین جلسہ نے اتفاق رائے سے یہ بھی ریزولیوشن پاس کیا کہ مندرجہ بالا ریزولیوشن کی نقول حکومت کے افسران اور پولیس کو بھجوا دی جائیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

رمضان شریف میں فدیۃ الصیام و انفاقِ مال

از محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان شریف میں روزے کی فرضیت اسی طرح ہے جس طرح باقی ارکان اسلام۔ البتہ جو مرد یا عورت بیمار ہو اور ڈاکٹر نے روزہ رکھنا منع کیا ہو یا کوئی بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے معذور ہو تو اسے شریعت نے فدیہ دینے کی سہولت دی ہے۔

فدیہ یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو رمضان شریف کے مہینہ میں اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا۔ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

جو دوست پسند کریں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزے رکھوا دیئے جائیں وہ فدیۃ الصیام کی رقم قادیان میں ارسال فرمائیں۔ اس طرح ان کی طرف سے فرض کی ادائیگی ہو جائے گی اور غریب درویشوں کی امداد بھی ہو جائے گی۔

انفاق مال فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں ہر مومن کو اپنی توفیق کے مطابق صدقہ و خیرات پر زور دینا چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ سو اس طریق کو بھی دوست عمل جاری رکھنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔ آمین۔

قادیان میں نماز تراویح اور درس القرآن

قادیان ۲۹ دسمبر۔ مورخہ ۲۵ دسمبر سے رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہے مقامی طور پر حسب دستور سابق مسجد مبارک میں سحری کے وقت مکرم حافظ سخاوت علی صاحب اور مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عشاء مکرم حافظ الدین صاحب نماز تراویح پڑھا رہے ہیں اور روزانہ نماز ظہر و عصر کے درمیان مسجد اقصیٰ میں درس القرآن جاری ہے پہلے پارے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب آج چونکہ ختم ہو گئے ہیں کل مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری دوسرا پارہ درس دینا شروع کریں گے اللہ تعالیٰ رمضان شریف کی برکات سے سب کو متمتع فرمائے آمین

مکانہ صلاح۔ ندیم ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳۰ر دسمبر ۶۵ء

بشاشتِ ایمان کی ضرورت

ایک دور افتادہ غیر مشہور بلکہ نامعلوم اور چھوٹی سی بستی کے اندر ایک نہایت معمولی سے مکان کی الگ تھلگ کوٹھڑی میں بیٹھ کر ایک خدا رسیدہ بزرگ نے فرمایا تھا کہ میرے تادر و توانا خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

جتنی بڑی یہ خوشخبری اور پیشگوئی تھی حالات اتنے ہی مخالف اور ناساعد تھے۔ ایک اکیلا انسان قادیان کی چھوٹی سی بستی میں بیٹھکر اسلام کے احیاء اور سربلندی کا دعویٰ کر رہا تھا۔ اور علماء اسلام اپنی ساری طاقتوں کو مجتمع کر کے اس کے خلاف صف آراء ہوگئے تھے۔ اور اس پر کفر کا فتویٰ مکرر صادر کر دیا گیا تھا۔

روشنی کے فرزند جو بے حد غریب، نادار اور بے یار و مددگار تھے اور اتنی قلیل تعداد میں تھے کہ وہ مقدار میں نا قابلِ شمار تھی۔ ایمان کی حرارت سے انگڑائیاں لے کر احیائے اسلام کی تیاریاں کرنے لگے اور ادھر تاریکی کے فرزندوں نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اپنی کثرت اور طاقت کے بل بوتے پر قادیان اور قادیان کے خلاف یکبارگی حملہ بول دیا۔ اور قادیانؔ کے تمام راستے مسدود کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔

روشنی اور تاریکی کی یہ جنگ بڑی شدت کے ساتھ لڑی گئی۔ ایک طرف اعدائے احمدیت تھے جو ہر قسم کے ظاہری ساز و سامان سے مسلح تھے۔ کثرت تعداد ان کے پاس تھی۔ اور دنیوی اسباب بھی ان کے ساتھ تھے۔ لیکن دوسری طرف صرف اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق تھا یا نیم شبانہ دعائیں تھیں لیکن جیسا کہ کسی مدبر کا قول ہے:-

سار ی دنیا کی تاریکیاں ایک
چراغ کی روشنی کو مدہم نہیں کر سکتیں

یہی ہوا۔ اور دنیا نے حیرت و استعجاب کے ساتھ دیکھا کہ تاریکیاں مدھم پڑنی شروع ہوگئیں۔ اور حرارتِ ایمان اور سوزِ دل کے تیل سے جلائے ہوئے چراغ کی روشنی کا ہالہ تاریکیوں کے سینے کو چیرتا ہوا پھیلنے لگا۔ اور مدو جزر مصروت میں گکوب (؟) دنیا کے اطراف میں بڑھنے لگا اور وہ نحیف و نزار سی آواز جو بظاہر اپنے اندر کوئی طاقت نہ رکھتی تھی اس کا جواب دی آسمان کے گنبد کے نیچے ایک گونج پیدا کرنے لگی اور چند ہی سال گذرے تھے کہ احمدیت ایک

نا قابلِ تردید بلکہ قابلِ قبول حقیقت اور آسمانِ صداقت کی صورت میں اُبھرنے لگی۔ تاریکیاں چھٹتی چلی گئیں اور صبح صادق کے آثار ہویدا ہوگئے۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں احمدیت کے جاں نثاروں کی ایک قابلِ ذکر تعداد پیدا ہوگئی۔

لیکن ہندوستان ہندوستان ہی تھا۔ اور زمین کے کنارے زمین کے کنارے ہی تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت یہ تو بجا طور پر تسلیم شدہ حقیقت تھی کہ احمدیت جنم لے چکی ہے اور ہندوستان کے اطراف و جوانب میں اس کے نام لیوا ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ لیکن زمین کے کنارے ابھی دُور ۔۔ بہت دور تھے۔

اور ادھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنی پوری قوت و شوکت اور صداقت کے ساتھ موجود تھا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اگر یہ کسی انسان کا وعدہ ہوتا۔ کسی رئیس، نواب، بادشاہ یا شہنشاہ کا وعدہ ہوتا تو اس کے پورا ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش موجود تھی۔ کیونکہ انسانی طاقتیں بہرحال محدود ہیں۔ اور بڑے بڑے شہنشاہ بھی اپنے سارے عزائم کو پورا نہیں کر پاتے۔ لیکن یہ اس قادرِ مطلق ہستی کا وعدہ تھا جس کے کُن کہہ دینے سے عدم سے وجود پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس کے اشارۂ ابرو سے دنیا میں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اور پھر جس مامورِ زمانہ کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا وہ اس وعدہ کے متعلق اتنے یقین اور وثوق سے پُر تھا کہ آپ نے بار بار فرمایا کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ لیکن خدائی وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ وہ نہ صرف خود اسی یقین سے پُر تھا بلکہ اس نے اپنی چھوٹی سی جماعت کے دلوں کو بھی اسی یقین سے لبریز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں سے پُر جماعت ابتلاء و مصائب کی بھٹیوں میں سے گزرتی اور کندن بنتی ہوئی اور احیاء و تجدید اسلام کے لئے بے مثال قربانیاں کرتی ہوئی جب خلافتِ ثانیہ کے دور میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے پیارے آقا مصلح جبروت اولوالعزم مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں میں وہ نقشہ دیکھا جو زمین کے کناروں والی منزل کی نہایت واضح نشاندہی کرتا تھا۔ اور اسی نقشے کا عنوان تھا

"تحریک جدید"

اس اولوالعزم نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور نصرت پر یقین سے لبریز دل کی دردمند آواز کے ساتھ اپنی جماعت کو پکارا کہ دنیا کے

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے
ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے
ہمیں روپے کی ضرورت ہے
ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت
ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت
ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا
دیں اور انہی چیزوں کے مجموعے
کا نام تحریک جدید ہے۔"

اور حق یہ ہے کہ جماعت کی اکثریت نے اپنے آقا کی آواز پر اس رنگ میں لبیک کہی کہ اسلام کے صدرِ اول کی یاد آنے لگی۔ اور جماعت مالی اور جانی قربانی کے اس بلند مقام پر فائز ہوگئی کہ اسے یہ کہنے کا حق حاصل ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان وعدے

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں
تک پہنچاؤں گا"

کو پورا کرنے میں جہاں عرشِ عظیم سے اللہ تعالیٰ کی نصرتیں نازل ہوئی ہیں وہاں زمینی اسباب کے فراہم کرنے میں جماعت نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ واقعی زمین کے وہ کنارے جو بہت دور نظر آرہے تھے۔ ان کی طنابیں کھینچ کر رکھ دی گئیں اور ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ تحریک جدید کے عظیم الشان مرکب پر سوار ہو کر زمین کی وسعتوں کو چھونے لگی۔ اور اپنوں اور بیگانوں کی زبانوں سے یہ اقرار نکل کر رہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بالکل برحق تھا۔ مجاہدینِ احمدیت کے قافلے تبلیغی جہاد کے میدان میں نکل کر زمین کے کناروں تک پھیل گئے ۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ اور ہم نے تبلیغی میدان میں اتنی بڑی کامیابی حاصل کی کہ آج ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ

احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا

لیکن ابھی آخری منزل بہت آگے تھی ہمارے پیارے امام رضی اللہ عنہ نے جماعت کو مستقل طور پر بلکہ قیامت تک کیلئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار پر قائم کرنے کے لئے تحریک جدید کے مختلف مطالبات جماعت کے سامنے رکھے۔ اور یہ امر جماعت کیلئے باعثِ فخر ہے کہ جماعت کی اکثریت نے اپنے پیارے اولوالعزم رہنما کی آواز پر سودر میں لبیک کہتے ہوئے اپنی گردنیں اسلام کی قربانگاہ پر ڈال دیں لیکن یہ راہ ذوالمنن ہے کہ ہر قدم پر رہنما کے لئے یہ پکارنا ناگزیر ہوتا کہ

مرغ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز

اور پھر چونکہ ہر روحانی جماعت میں کچھ کمزور لوگ موجود ہوتے ہیں جنہیں بار بار ٹھوکرے لگا لگا کر جگانے کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے حضور نے فرمایا:-

"جو تحریک جدید بغیر روح کی تازگی کے گذر جاتی ہے وہ تحریک جدید نہیں۔ اگر کوئی شخص سالہا سال سے قربانیاں کر رہا ہے مگر اس کے اندر بشاشتِ ایمان پیدا نہیں ہوئی تو اس کی روح کو ان کی قربانیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔"

حضور کا یہ ارشاد جماعت کے ان لوگوں کے لئے ایک تازیانہ ہے جو اسلام کی خاطر قربانیاں کرتے ہوئے اپنے اعصاب میں ایک تھکن محسوس کرتے ہیں۔ اور تحریک جدید کے جہاد میں بشاشتِ ایمان کے ساتھ حصہ نہیں لیتے۔ حضور انور کا یہ ارشاد ایک دردمندانہ دعوت ہے بلکہ ایک انذار ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو بشاشتِ ایمان کے ساتھ اس تحریک میں حصہ نہیں لے رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ جماعت کا ہر فرد خدا کے فضل سے یقینی طور پر یہ جانتا ہے کہ تحریکِ جدید ہی وہ تحریک ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی جماعت کو ایک طرف استحکام بخشا ہے تو دوسری طرف اسے زمین کے کناروں تک پہنچا دیا اور آج ہم فخر کے ساتھ سینہ تان کر کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو اس نے اپنے بندے کے ساتھ کیا تھا وہ پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ جماعت کا ہر طبقہ عورت مرد، بچہ اور بوڑھے دلی بشاشت کیساتھ اس تحریک میں حصہ نہ لے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ جماعت کے عہدیدار اور مبلغین اور معلمین بار بار جماعت کے سامنے تحریک جدید کی اہمیت کو دہراتے رہیں اور اسکے مطالبات پر عمل پیرا ہونے کی متواتر تحریک کرتے رہیں تا کہ وہ دن جلد آئے جب روحانی طور پر ہم اسلام کو سربلند

مطالباتِ تحریکِ جدید

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات و فرمودات سے ترتیب دیا ہوا وہ کتابچہ جو "مطالباتِ تحریکِ جدید" کے نام سے شائع ہو چکا ہے ختم ہو جانے کی وجہ سے بہت جلد دوبارہ شائع کروایا جا رہا ہے۔ یہ قریباً دو صد صفحات پر مشتمل ہوگا۔ جو جماعتیں اور احباب یہ کتابچہ خریدنا چاہیں وہ بہت جلد اپنی مطلوبہ تعداد ریزرو کروا لیں اس کتابچے میں تحریک جدید کے دورِ اول اور دورِ دوم کے مطالبات کے علاوہ تحریک جدید کے دفتر وصیت کے بارہ میں حضور کے ارشادات بھی ہوں گے اور تحریک جدید کے ذریعہ بیرونی ممالک میں تبلیغی مشنوں کا ایک مختصر خاکہ بھی ہوگا۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ

وکیل المال تحریک جدید قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض الموت اور سانحہ ارتحال کی تفصیل

خلافت ثالثہ کا انتخاب۔ نماز جنازہ کی ادائیگی اور تدفین کے مختصر حالات

اس مرض الموت اور سانحہ ارتحال کی تفصیل اور خلافت ثالثہ کا انتخاب

حضور رضی اللہ عنہ کے مرض الموت اور سانحہ ارتحال کی تفصیل محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ طیبہ صدیقہ صاحبہ کے ایک مکتوب کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے جسے ذیل میں انہیں کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے:۔

"اصل میں تو حضور کی طبیعت ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۵ء کی شام کو ہی بخار تیز ہونے سے خراب ہوگئی تھی اس سے پہلے امین کی شادی کے معاً بعد پہلے دو پھوڑے نکلے ایک بغل میں اور ایک ٹانگ پہ۔ خیر اس کا علاج ہوتا رہا۔ بخار بھی ساتھ تھا۔ لاہور سے ڈاکٹر آئے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ تشویش کی بات کوئی نہیں۔ کئی دن پھوڑوں کی بہت تکلیف رہی ۲۷ر کی شام کو جب گلو کوز خشعت کر کے لائے تو وہاں اطلاع آئی کہ حضور کو بخار تیز ہوگیا ہے ہم لوگ اسی وقت دیکھنے آئے۔ بس اس دن سے طبیعت زیادہ خراب تھی۔ جمعہ والے دن طبیعت اور زیادہ خراب ہوئی۔ کچھ غشی بھی۔ ہی کی O₂M کرنے لگی۔ پھر شام تک ٹھیک ہوگئی۔ کراچی سے ڈاکٹر ذکی حسن آئے اور لاہور سے ڈاکٹر مسعود بھی۔ وہ تو پھر آخر تک وہیں رہے۔ ڈاکٹر صادق بھی آ گئے تھے۔ وہ ایک نئی دوائی شروع کروا گئے تھے۔ آکسیجن بھی دن میں دو تین دفعہ لگائی جاتی تھی۔ لیکن پھر بھی یہ خیال نہیں تھا کہ یہ واقعہ اس قدر جلد ہو جائے گا۔ سات تاریخ کی صبح کو ہم لوگ گھر سے آ گئے تو سارا دن کبھی بخار کم کبھی زیادہ۔ ٹھنڈے پسینے بھی آتے رہے۔ رات کو بھی ہم لوگ یہیں ٹھہر گئے۔ اس خیال سے کہ ڈاکٹر آئے ہوئے ہیں۔ انہیں صبح ہی ناشتہ کروانا ہوگا۔ رات کو قریباً ساڑھے گیارہ بجے ہم بشریٰ نیچے چلے گئے۔ بھائی ناصر اور آپا منصورہ بھی نیچے ہی تھے۔ ذرا ہی لیٹے تھے ابھی آنکھ بھی نہیں لگی تھی۔ کہ اوپر سے اندر کی آواز آئی کہ بھائی جان جلدی آئیں۔ خیر آپا منصورہ کے ساتھ ہی ہم سب جلدی جلدی اوپر آئے تو اس وقت سانس اتنا تیز تھا کہ دوسرے کمرے تک آوازیں آ رہی تھیں۔ سب دعا میں مصروف ہو گئے۔ آہستہ آہستہ سانس کم ہونا شروع ہوگیا۔ قریباً سارا خاندان کمرے میں جمع ہوگیا تھا۔ بھائی مبارک اور طاہر نے سورۃ یٰسین پڑھنی شروع کی۔ ۲½ بجے سانس بالکل ختم ہوگیا۔ بڑی پھوپھی جان (حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ) نے اس وقت دعا کی تحریک کی۔ پھر طاہر نے۔ اس کے بعد ہلکا ہلکا سانس آنا شروع ہوگیا۔ تھوڑا گرم پانی بھی دیا۔ کچھ ہومیوپیتھک دوائیاں دیں۔ گرم پانی کی بوتلیں رکھیں۔ جسم گرم ہوگیا۔ امید بندھنے لگی تو پھر دو بج کر بیس منٹ پر سانس بالکل ختم ہوگیا۔ اور یہ محبوب ہستی ہمیشہ ہمیش کے لئے ہم سے جدا ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس وقت یہ غم دوسرا جماعت کا۔ خدا ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ میں بتا نہیں سکتی کہ غم اور فکر اور پریشانی سے سب کی کیا حالت تھی۔ ہر شخص دعا میں مصروف تھا۔ صبر کا غیر معمولی نمونہ دیکھنے میں آرہا تھا۔ صبح کی نماز اور غسل کی تیاری شروع ہوگئی۔

(الفضل کی رپورٹ کے مطابق): نماز فجر کے معاً بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا گیا۔ غسل حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد۔ مکرم سید عبدالرزاق شاہ صاحب، محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ، مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال اور مولوی محمد احمد صاحب جلیل نے دیا۔ بعد ازاں تجہیز و تکفین عمل میں آئی)

غسل دے کر آٹھ بجے نیچے باجی جان کے کھانے والے کمرہ میں آخری دیدار کے لئے جنازہ رکھا تھا جماعت کو اطلاعیں مل گئی تھیں اکثر تو بیماری کی اطلاع پر ہی چل پڑے تھے پھر تو یہ حالت تھی کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ اس قدر لوگ آ گئے تھے کہ سانس لینے کو جگہ نہیں تھی۔ پھر تو اس طرح انتظام تھا کہ دو گھنٹے مرد آخری زیارت کرتے تھے اور پھر دو گھنٹے عورتیں یہ سلسلہ رات کو ۱۲ بجے تک رہا۔ اور پھر ۹ر تاریخ کو دوپہر کے ساڑھے بارہ بجے تک اس کے علاوہ بعد میں پہنچنے والے بے شمار مرد اور عورتیں رہ گئے۔ ساڑھے بارہ کے بعد پھر خاندان کی عورتوں کو اندر بلوایا۔ پھر مرد اندر آئے اور حضور کے جسم مبارک کو پہلے تابوت میں رکھا اور پھر چارپائی پر رکھ کر باہر لے گئے۔ پچاس ہزار مرد باہر جنازے میں شامل ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے مقبرہ خلافت سے بڑی سڑک سے گول بازار ہوتے ہوئے فضل عمر ہسپتال کے سامنے سے بہشتی مقبرہ تک دونوں طرف سڑک پر خاص انتظام سے لوگ کھڑے تھے جو تابوت کو ہاتھ لگاتے جاتے تھے ساڑھے چار بجے شام کو نماز جنازہ ہوئی اور ۵ بجے تدفین عمل میں آئی۔

آٹھ تاریخ ... رات کو عشاء کی نماز کے بعد انتخاب کمیٹی کا اجلاس تھا سارا دن ہر شخص کی حالت غیر رہی۔ دعائیں کرتے سارا دن گزرا کہ خدا تعالیٰ جماعت کو انتشار سے بچائے اور پھر ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی توفیق دے۔ ہمارے اپنے خاندان کے جو جو بھی اس مجلس میں تھے وہ سب سے پیچھے جا کر بیٹھے تھے بھائی جان مرزا عزیز احمد صدر تھے وہاں دو نام پیش ہوئے۔ بھائی ناصر اور رفیع کے جب ووٹ گننے شروع کئے گئے تو سنا ہے کہ رفیع، بھائی ناصر سے گلے ملا اور کہا کہ پہلی بیعت میری ہے لیں۔ بھائی ناصر کے ووٹ زیادہ تھے پھر ملا سر آ گے بڑھا کہ میری بیعت لیں بے انتہا اچھا نمونہ ان سب نے دکھایا دیکھنے والے کہتے ہیں کہ خدا ہی کی طرف سے کام ہو رہا تھا ایسا فضل خدا تعالیٰ نے کیا۔ اس کے بعد بیعت شروع ہوئی اور جتنے لوگ باہر کھڑے تھے سب بھاگ کر مسجد میں چلے گئے اور بغیر کسی اختلاف کے جھگڑے کے خدا تعالیٰ نے پھر ساری جماعت کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دیا۔ پیغامیوں نے تک خبر شائع ہو آئے ہوئے تھے۔ موم۔ انہوں نے بھی اقرار کیا اور کہا کہ اگر حضرت خلیفہ اول اپنی زندگی میں کوئی ایسا قانون بنا جاتے تو ۱۹۱۴ء میں جو اختلافات ہوئے تھے وہ نہ ہوتے۔۔۔ رات کے گیارہ بجے پھر سارے خاندان کی بیعت ہوئی اور پھر تو دوسرے دن۔ دن میں چار پانچ دفعہ ہوگی کیونکہ لوگوں نے واپس جانا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ اور تدفین کے مختصر کوائف

نماز جنازہ حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہشتی مقبرہ کے وسیع احاطہ میں پڑھائی

اور

پچاس ہزار احباب نے نماز جنازہ میں شرکت کی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر ربوہ میں حضور کی نماز جنازہ اور تدفین کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ رپورٹ کس طرح بتائی جاتی ہے:۔

ربوہ ۹ر نومبر۔ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد اطہر کل مورخہ ۹ر نومبر ۱۹۶۵ء بروز سہ شنبہ ۴½ بجے شام غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے ہزارہا قلوب غمناک، اشکبار آنکھوں سوز و گداز سے معمور عاجزانہ و دردمندانہ دعاؤں کے درمیان بہشتی مقبرہ میں حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کے مزار اقدس کی چاردیواری کے اندر سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس طرح وہ نہایت ہی مقدس، مطہر، سراپا خیر و برکت وجود جس کی ولادت باسعادت۔ خدمت اسلام کے محیر العقول کارناموں سے معمور زندگی۔ اور خدائی مقدرات کے ماتحت جس کا وصال ان گنت اور عظیم الشان خدائی نشانوں کا مظہر تھا پچاس سالوں تک جس نے دنیا کو بے شمار فیوض و برکات سے نوازا جو علم و معرفت کا ایک بحر زخار تھا۔ جو علوم ظاہری و باطنی کا مخزن و معدن تھا۔ جو قدرت اور رحمت اور قربت اور فضل اور احسان کا نشان تھا جسے خدا نے اپنے الہام خاص میں فتح و ظفر کی کلید قرار دیا اور فی الواقعہ جس نے اسلام کو دنیا بھر میں فتح یاب کر دکھایا جو نصف صدی سال تک تشنگان روحانیت کو سیراب کرتا اور ان کے دل و دماغ پر بڑی شان اور محبت و شفقت کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جس نے دنیا بھر میں مشرق سے مغرب تک ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر دکھایا، جنت سے

خدا وند خدا اور تقدیر الٰہی کے ماتحت اس جہان فانی سے ہمیشہ ہمیش کے روپوش ہو گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ سہ پہر کے وقت ۵ بجکر ۴۰ منٹ پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہشتی مقبرہ کے وسیع و عریض احاطہ میں پڑھائی۔ جس میں ربوہ کے مقامی احباب سمیت ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے تقریباً ۵۰ ہزار مومنوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ شمع احمدیت کے پروانے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر سنکر کمال درجہ غم و اندوہ اور بے تابی کے عالم میں اپنے جان و دل سے بڑھکر عزیز آقا اور نہایت ہی مشفق و محسن اور عظیم روحانی باپ کے آخری دیدار کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے ملک کے کونہ کونہ سے دیوانہ وار کھنچے چلے آتے تھے۔ ان کی آمد کا سلسلہ نماز جنازہ شروع ہونے تک مسلسل جاری رہا۔

جنازہ اُٹھانے اور کندھا دینے کا منظر

آخری زیارت کا سلسلہ جو مورخہ ۸ نومبر بروز دوشنبہ صبح ساڑھے سات بجے شروع ہوا تھا۔ مورخہ ۹ نومبر کے ½۲ بجے بعد دوپہر جنازہ اُٹھانے کے وقت تک مسلسل ۳۱ گھنٹے جاری رہا کیونکہ آخری وقت تک احباب ریل گاڑیوں۔ موٹروں اور بسوں کے ذریعہ برابر ربوہ پہنچ رہے تھے۔ آخر جنازہ اُٹھانے کے مقررہ وقت یعنی ½۲ بجے بعد دوپہر آخری زیارت کے سلسلہ کو مجبوراً بند کرنا پڑا۔ اور آخری وقت پر پہنچنے والے بہت سے احباب کو آخری زیارت کے شرف سے محروم رہنا پڑا۔ اس موقعہ پر محروم دیدار احباب کی بے تابی اور اضطراب کی حالت قابل دید تھی۔ وہ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے اور ڈیوٹی پر مقرر افراد کی منتیں کرتے بے حال ہوئے جا رہے تھے کہ انہیں اپنے دل و جان سے عزیز آقا کے پُرنور اور مبارک چہرہ کی آخری بار ایک جھلک نصیب ہو جائے۔ ایسے احباب کو سمجھانے اور تسلی دینے میں کچھ وقت لگا اور جنازہ قصر خلافت سے ظہر اور عصر کی با جماعت نمازوں کے بعد جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مسجد مبارک میں اکٹھی پڑھائیں ½۲ بجے کی بجائے پونے ... تین بجے سہ پہر اُٹھایا گیا۔ قصر خلافت کے اندر سے جنازہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لائے۔ اور چار پائی پر رکھا۔ جس کے ساتھ بہت لمبے لمبے بانس لگے ہوئے تھے تاکہ ہزاروں ہزار احباب بآسانی کندھا دینے کا شرف حاصل کر سکیں۔ جنازہ قصر خلافت کے اندر سے باہر آنے کے بعد احاطہ قصر خلافت میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید۔ انجمن احمدیہ کے ناظر و وکلا صاحبان اور ہر دو انجمنوں کے دیگر ارکان۔ افسران صیغہ جات مبلغین سلسلہ ممبران انجمن احمدیہ وقف جدید۔ امرائے اضلاع۔ مجالس عاملہ۔ انصار اللہ و خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اراکین اور غیر ملکی طلباء نے جنازہ کو کندھا دینے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے بھی قصر خلافت کے احاطہ میں تمام وقت جنازہ کو کندھا دیا۔ جنازہ احاطہ قصر خلافت کے غربی دروازہ سے (محلہ دار الصدر غربی کی کوٹھیوں کی جانب) باہر سڑک پر لایا گیا اور پھر نصرت گرلز ہائی سکول سے ہوتا ہوا بیت والی سڑک پر پہنچا۔ وہاں سے سیدھا دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک کی درمیانی سڑک پر سے ہو کر بائیں جانب گول بازار میں سے گزرا۔ اور فضل عمر ہسپتال کی بڑی سڑک پر سے ہوتا ہوا بہشتی مقبرہ پہنچا۔ نصف میل کے اس راستہ کو چار بلاکوں (صدر بلاک۔ رحمت بلاک۔ برکات بلاک اور یمن بلاک) میں تقسیم کر کے سڑک کے دونوں طرف احباب کو جماعت وار کھڑا کیا گیا تھا۔ اور یہ تمام راستہ قطار وار کھڑے ہوئے انسانوں سے پٹا پڑا تھا۔ جنازہ کے آگے آگے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد تھے۔ دو رویہ کھڑے ہوئے احباب اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے بلند آواز سے درود شریف پڑھتے جاتے تھے۔ اور جوں جوں جنازہ آگے بڑھتا جاتا تھا۔ دو رویہ کھڑے ہوئے احباب ایک خاص نظام اور ترتیب کے ماتحت جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت حاصل کرتے جاتے تھے۔ لوگوں کی بے پناہ کثرت اور ان کی وارفتگی کے باعث جنازہ کو بار بار روک کر اور ترتیب بحال کر کے آگے بڑھنا پڑتا تھا۔ اس طرح نصف میل کا یہ فاصلہ پونے دو گھنٹوں میں طے ہوا۔ اس عرصہ میں ہزاروں ہزار افراد نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں لاکھ مرتبہ درود بھیجا۔ اور مسلسل پونے دو گھنٹے تک ربوہ کی فضاء درود کی آوازوں سے گونجتی رہی۔

نماز جنازہ۔ اور ایک عہد کی تجدید جنازہ کے بہشتی مقبرہ پہنچنے پر مقبرہ کے وسیع و عریض احاطہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں ربوہ کے مقامی احباب سمیت ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے تقریباً پچاس ہزار افراد نے شرکت کی۔ صرف مردوں کی ہی لمبی لمبی ۷۲ صفیں تھیں۔ مستورات جو بہت کثیر تعداد میں بیرون جات سے ربوہ آئی تھیں۔ نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئیں۔ البتہ انہوں نے اپنے آقا کے چہرہ مبارک کی آخری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

صفوں کی ترتیب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے سامنے قبلہ رخ ہو کر لاؤڈ سپیکر پر احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں چاہتا ہوں کہ نماز جنازہ ادا کرنے سے قبل ہم سب مل کر اپنے رب رؤف کو گواہ بنا کر اس مقدس منہ کی خاطر جو چند گھڑیوں میں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے اپنے ایک عہد کی تجدید کریں۔ اور وہ عہد یہ ہے کہ ہم دین اور دین کے مصالح کو دنیا اور اس کے سب سامانوں اور اس کی شوکت اور وجاہت پر ہر حال میں مقدم رکھیں گے۔ اور دنیا میں دین کی سربلندی کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہیں گے۔ اس موقعہ پر ہم اپنے ایک اور عہد کی تجدید بھی کرتے ہیں۔ اگرچہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ بہشتی مقبرہ قادیان کے بہشتی مقبرہ کے ظل کی حیثیت سے ان تمام برکات کا حامل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس بہشتی مقبرہ کے ساتھ وابستہ کی ہیں۔ لیکن حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ اولاد جو پنجتن کہلاتی ہے اور ان میں سے جو وفات یافتہ یہاں مدفون ہیں۔ اور خاندان کے دوسرے وفات یافتہ افراد بھی جن کا دفن اس مقبرہ میں ہے ہم ان کے تابوتوں کو مقدر وقت آنے پر ——— واپس لے جائیں گے اور ان تمام امانتوں کو جانوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہوئے اولین وقت میں ان جگہوں پر پہنچا دیں گے جن کی طرف وہ حقیقی طور پر اپنے آپ کو منسوب کرتے تھے۔ اور جہاں انہیں پہنچنا ضروری ہے۔ اور جس کا ہم نے عہد کیا ہوا ہے"۔

اس عہد کی تجدید کے وقت صفوں میں کھڑے ہوئے احباب پر ایسا رقت اور سوز و گداز کا عالم طاری ہوا کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور انشاء اللہ انشاء اللہ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ وہ درد و سوز اور رقت کے عالم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے ۴ بجکر ۴۰ منٹ پر نماز جنازہ پڑھائی جس میں تکبیر تحریمہ سمیت چھ تکبیریں تھیں۔ نماز کے دوران سوز و گداز کی حالت میں بعض احباب کی چیخیں نکل گئیں۔ اور فضا ہچکیوں اور سسکیوں کی دردناک آواز سے گونج اٹھی۔

تدفین اور قبر کی تیاری

نماز کے بعد ۴ بجکر ۴۵ منٹ پر جنازہ حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کے مزار اقدس کی چار دیواری کے اندر لے جایا گیا۔ چار دیواری کا احاطہ محدود ہونے کے باعث خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے علاوہ صرف ان احباب کو ہی جنہوں نے قصر خلافت کے احاطہ میں جنازہ کو کندھا دیا تھا۔ جنازہ کے ہمراہ چار دیواری کے اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ باقی ہزاروں ہزار افراد چار دیواری کے باہر بہشتی مقبرہ کے احاطہ میں دعائیں کرتے رہے۔ اور درود شریف پڑھتے رہے۔

تابوت کو قبر کے اندر اتارنے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر فرزندان اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیز علی الخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دیرینہ طبی خادم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب نے بھی حصہ لیا۔ بعد ازاں چار دیواری کے اندر موجود احباب نے لحد کو مٹی دی جس کے بعد شام کو ۶ بجکر ۵ منٹ پر تدفین مکمل ہوئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد اطہر کو حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کے مزار اقدس کے پہلو میں جانب شرق دفن کیا گیا ہے۔ قبر تیار ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے ایک پُرسوز رقت آمیز دعا کرائی۔ یہ دعا بھی درد و سوز اور تضرع و ابتہال کے لحاظ سے ایک خاص شان کی حامل تھی۔ دعا پانچ منٹ تک جاری رہی۔ اور ہزاروں ہزار سوگوار احباب ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر بہشتی مقبرہ سے واپس ہوئے۔ ۲۲۔

انتخاب خلافت ثالثہ کی تفصیل

اخبار بدر کے

آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

جو

نئے سال کا پہلا شمارہ ہوگا انشاء اللہ

(ادارہ)

حکومتِ وقت اور جماعت احمدیہ

تقریر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان

جماعت احمدیہ کوئی نئی یا پرانی سیاسی جماعت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس جماعت کی بنیاد کسی انسانی کوشش کا نتیجہ ہے۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے عین وقت پر اس جماعت کو خود کھڑا کیا ہے۔ احمدیت مذہبی اور خالصتہً روحانی نظام ہے اور یہ اسی روحانیت کی علمبردار ہے جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن کریم کی شکل میں عطا فرمائی۔ جس کی روحانیت سے بھری ہوئی عالمگیر اور نہایت پُر حکمت تعلیم پر بُعدِ زمانہ اور مسلمانوں کی غفلت اسلام سے بے رغبتی اور تساہل کے نتیجہ میں گرد و غبار کے پردے پڑ چکے تھے۔ اور اسلام کے صحیح خط و خال دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ورنہ یہ حقیقت ہے کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مکمل ضابطۂ حیات و عمل ہے کہ جس کا قائم کردہ تمام تر نظام خالصتہً روحانیت کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے۔ اور جس نے مادیات کو بھی سراسر روحانیت کا ہی رنگ دے کر دنیا میں پیش کیا ہے آج دنیا کی تمام مذہبی جماعتیں جو روحانیت کی قائل نظر آتی ہیں۔ ہر ایک اس حقیقت کو تسلیم کر لینے پر مجبور ہے۔ کہ بغیر روحانیت کے نہ اخلاقی قدروں کا معیار اور قیام ممکن العمل ہے اور نہ ہی روحانیت کو اپنائے بغیر بدیوں کا قلع قمع قوموں کے باہمی مذہبی اور سیاسی، ملکی اختلافات اور اس سے پیدا ہونے والے فتنے اور فسادات ہی دور ہو سکتے ہیں۔

معزز ہموطنو! ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ وہ اکمل ترین لائحہ عمل جو قرآن کریم کی صورت میں ہمیں ملا ہے وہ کسی خاص خطہ یا کسی خاص قوم اور زمانہ کے لئے ہی مختص نہیں ہے بلکہ جس طرح اسلام کا پیش کردہ خدا رب العالمین ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مخاطب کر کے فرمایا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود اور آپ کی تعلیم تمام اکناف عالم کے لئے رحمت کا باعث ہوگی۔ اور یہ کبھی بھی نہیں ہوگا۔ کہ اس تعلیم کے پیروکار کو زندگی کے کسی شعبہ میں کسی قسم کی الجھن کا سامنا کرنا پڑے۔ اور ایسا وقت بھی آئے کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ اب اسلام میری رہنمائی کرنے سے قاصر ہے۔ اور نہ ہی یہ تعلیم ایسی ہے کہ ایک مسلمان حاکم کو اپنی رعایا کے ساتھ سلوک کرنے میں راہنمائی نہ کرتی ہو۔ یا رعایا کو ان کے فرائض کی طرف توجہ نہ دلاتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت، جبکہ آنحضرت صلعم کی آواز ابھی مکہ کی چار دیواری کے اندر تک ہی محدود تھی بطور پیشگوئی کے آنحضرت صلعم اور تمام دنیا کے سامنے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی بشارت رکھدی تھی۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ ایک مسلمان خواہ وہ حاکم ہو یا رعایا۔ آقا ہو یا نوکر۔ امیر ہو یا غریب۔ اس کی ہر رنگ میں رہنمائی کے لئے احکامات اس تعلیم میں موجود ہوں۔ چنانچہ آج کی صحبت میں ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ قرآن کریم ایک مسلمان کو حکومت وقت کے ساتھ کس رنگ میں تعلقات رکھنے کے لئے ہدایت فرماتا ہے۔ اور خدانخواستہ ایسا تو نہیں کہ سوسائٹی اور معاشرہ کے اس اہم پہلو پر اسلامی تعلیم خاموش ہے۔ ایک متلاشیٔ حق جب اس رنگ میں قرآن کریم کا مطالعہ کرتا ہے۔ تو اُسے شروع سے لے کر آخر تک سینکڑوں احکامات اس سلسلہ میں ملیں گے۔ قرآن کریم نے کہیں تو اصولی ہدایات فرمائی ہیں۔ اور کہیں مختلف اقوام اور بادشاہوں کے واقعات پیش کر کے خبردار کیا ہے۔ کہ بغاوت خواہ خدا کی ہو یا رسول کی حاکم وقت کی ہو یا والدین کی وہ انسان کو دنیا میں ذلیل و خوار کر دیتی ہے میں آج رعایت وقت کے مدنظر اس سلسلہ میں بعض اہم امور آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

وہ مذہب جو قرآن کریم کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش ہؤا ہے۔ اس کا نام خود اللہ تعالیٰ نے اسلام رکھا ہے اور اس کے ماننے والے کو مسلمان کہا گیا ہے۔ جن کے معنی امن اور امن کے سچے علمبردار کے ہیں۔ پس ان مختصر الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو مکلف کر رکھ دیا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہنے دی۔ کہ اس کا وجود کسی رنگ میں بھی دنیا یا قوم۔ ملک یا کسی شہر کے لئے نقض امن کا باعث بنے۔ اس لئے جب ایک مسلمان کسی رنگ میں بھی حکومت وقت کے لئے نقض امن کا باعث بنے گا۔ تو وہ فوراً تعزیرات الٰہیہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے حضور بھی قابل گرفت ہوگا۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ دنیا میں ہر عزت و ذلت اس قادر مطلق ہستی کی طرف سے آتی ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کو چاہیئے کہ ہمیشہ اس کے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز نکلتی رہے

اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر وانک علیٰ کل شیءٍ قدیر (اعراب)

پس اے بھائیو! ہر وہ قوم یا انسان جس کے متعلق آسمان پر یہ فیصلہ ہو جائے کہ اس کو دنیا میں ذلیل کر دیا جائے۔ تو اس کو دنیا کی کوئی طاقت ذلت کے گڑھے میں گرنے سے نہیں بچا سکتی۔ نہ اس کی اکثریت اسے عزت بخش سکتی ہے۔ اور نہ اس کی دنیاوی طاقت اُسے خدا کی گرفت سے بچا سکتی ہے اور اسی طرح، جب آسمان پر یہ فیصلہ ہو جائے کہ کسی قوم یا جماعت کو عزت دی جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے پھلنے پھولنے بڑھنے اور معزز و مکرم اور مقبول ہونے سے روک نہیں سکتی۔ دنیا اسے ایک دیوانے کی بڑ سمجھے مگر جماعت احمدیہ کا ہر فرد خدا تعالیٰ کے اس حکم پر بصدق دل سے ایمان رکھتا ہے کہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر وانک علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ اسلام اور مسلمان کی تعریف اسی صورت میں کسی مسلمان پر صادق آ سکتی ہے جبکہ اس کا وجود اپنی قوم سوسائیٹی اور معاشرہ کے لئے مجسم امن ہو۔ اور اس امر کی پرواہ کئے بغیر حاکم یا حکومت وقت کے ساتھ صدق دل سے تعاون کرتا رہے کہ اس کا حاکم مذہبی لحاظ سے اس کا ہم خیال ہے یا نہیں۔ قرآن کریم کی اسی تعلیم کی روشنی میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس رنگ میں ایک مسلمان کو رعایا کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس کا نقشہ کس خوبصورت رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ یا نبی اللہ اگر ہمارے اوپر ایسے امراء ہوں جو ہم سے اپنا حق طلب کریں لیکن ہمارا حق ادا نہ کریں۔ تو آپ کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔ چنانچہ آپ نے اعراض کیا۔ پھر یہی سوال اس نے کیا تو رسول اللہ نے جواب دیا کہ تمہارا کام بس حکم سننا اور ماننا ہے جو اُن کے ذمہ لگایا ہے۔ وہ ان پر اور جو تم پر واجب کیا گیا ہے اس کی بجا آوری تم پر۔

اسی طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص بالشت بھر حکومت وقت یا سلطان کے حکم سے نکلا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جو شخص بادشاہ کی اہانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی اہانت کرے گا

قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی اسی پُرحکمت تعلیم کی روشنی میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ

"خدا تعالیٰ نے جس گورنمنٹ کے ماتحت ہمیں کر دیا ہے اس کی فرمانبرداری کرنا ہمارا فرض ہے" (تبلیغ رسالت)

اور بوقت بیعت ہر احمدی کو قرآن کریم کی تعلیم لاتفسدوا فی الارض کے ماتحت یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ "وہ فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔"

پس ہر احمدی اس الٰہی فرمان کے ماتحت اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ کسی رنگ میں بھی اس کا وجود اپنی حکومت یا قوم کے لئے فتنہ و فساد کا باعث نہ بنے تا کہ خدا تعالیٰ کی گرفت کے نیچے نہ آ جائے اور وہ اس

ہزاروں ہزار احباب نے خلافت ثالثہ کی دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بیعت کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت ثالثہ کے انتخاب کے معاً بعد ہزاروں ہزار احمدی احباب حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت سے دستی اور تحریری طور پر مشرف ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ مورخہ ۸ نومبر کو دس بجے شب انتخاب خلافت کے معاً بعد سب سے پہلے مجلس انتخاب خلافت کے جملہ اراکین نے بیعت کی۔ اس کے بعد ۱۱ بجے شب جب انتخاب کا اعلان کیا گیا۔ تو ہزاروں ہزار احباب مسجد مبارک میں پہنچ گئے اور انہوں نے اسلام زندہ باد و احمدیت زندہ باد اور خلافت زندہ باد کے نعروں کے درمیان بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اگلے روز مورخہ ۹ نومبر صبح کی نماز فجر کے بعد پھر بیعت ہوئی جس میں کثرت سے احباب شریک ہوئے ساڑھے دس بجے مستورات کو بیعت کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ ہزاروں ہزار احمدی خواتین بیعت سے مشرف ہوئیں۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جبکہ دور و نزدیک سے ہزاروں اور احباب تشریف لا چکے تھے پھر بیعت لی گئی بیعت لینے کے ان مواقع پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے احباب کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔ بیعت کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

خدا کی عزت سے محروم نہ ہو جاتے۔ جو اسلام اور مسلمان کے نام کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہی بھی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے منشور کے ماتحت کسی احمدی کو کسی قسم کی سٹرائک، عدم تعاون، بغاوت یا سازش کرنے کی اجازت نہیں ہو سکتی اور ہر احمدی اچھی طرح محسوس کرتا ہے کہ بس معاملہ میں حکومت وقت خواہ نوٹس لے یا نہ لے جماعت کا نظام اس کی معمولی لغزش کو بھی معاف نہ کرے گا۔ قرآن کریم کی اس پر امن تعلیم کو ذہن نشین کرانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رض نونہالان جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو
چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو

اس درد بھرے انداز بیان کے بعد غور سے سنئے کہ جماعت احمدیہ کا مقدس خلیفہ اپنی جماعت کے نونہالان کو کس راہ پر ڈالنا چاہتا ہے ہاں وہ نونہال جو آپ کے اشارہ پر جان قربان کر دینے پر تیار تھے۔ جنہوں نے اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر وہ چیز نچھاور کر دی جو ان کو اس دنیا میں عزیز تھی۔ حضور رض اس قسم کی قربانی کرنے والی قوم کو کسی سیاسی یا مفاد پرست مذہبی لیڈر کی طرح فتنہ و فساد کی تلقین نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اسلام کے نام پر حکومت وقت کو پریشان کرنے کے لئے بغاوت کے لئے اکساتے ہیں۔ بلکہ فرماتے ہیں

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانیٔ حکام نہ ہو

جس رنگ میں جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو اپنے امام کے ساتھ محبت اور عشق ہے۔ اگر ایسی قوم کو اس کا امام ساری دنیا کے ساتھ ٹکر لینے کے لئے حکم دیدیتا تو خدا کی قسم وہ اپنی مال۔ اپنی جان اور اپنی عزت کی پرواہ کئے بغیر۔ اس طرح دنیا پر جھپٹتے جس طرح ایک باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ مگر چونکہ اس جماعت کا قیام قرآن کریم کی اس پر امن تعلیم کو پیش کرنے کے لئے ہوا تھا۔ اس لئے خواہ حالات کتنے ہی کیوں نہ بدل جائیں۔ احمدیت کی طرف منسوب ہونے والے کو فتنہ و فساد اور بغاوت کی راہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس وقت تو ہماری اپنی حکومت ہے۔ اور ہم ایسے ملک میں رہتے ہیں۔ جہاں پر ہر شہری کا حکومت میں اتنا ہی دخل ہے جتنا کہ ایک بڑے سے بڑے عہدیدار کا۔ اس میں کسی قسم کی بغاوت یا سازش یا عدم تعاون کرنے کا راستہ اختیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیں اس وقت بھی اس قسم کی بے راہ روی کی اجازت نہ تھی۔ جبکہ غیر ہم پر حکومت کرتے تھے۔ اس وقت جماعت کو طعنے دیئے گئے ٹوڈی کہا گیا۔ اور قوم کے دشمن کے نام سے پکارا گیا۔ مگر جماعت نے امن کے ساتھ رہنے کے سنہری اصول کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور آج کا حاکم اس امر کو محسوس کر رہا ہے کہ اگرچہ وقتی طور پر تو وہ ہتھیار جو سٹرائک اور عدم تعاون کی شکل میں قوم کے ہاتھ میں دیا تھا۔ وہ کارگر ثابت ہوا تھا۔ مگر اب قوم کی وہی تربیت اور عادات حکومت اور ملک کے امن کے لئے خطرہ کا باعث ثابت ہو رہی ہیں۔ اس پر امن تعلیم کی روشنی میں جماعت نے جس رنگ میں دنیا کے سامنے نمونہ قائم کیا ہے اس کی سترہ سالہ تاریخ کو نظر انداز کرتے ہوئے میں صرف تقسیم ملک کے بعد کے حالات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تا ان حالات کو سنکر آپ آج جماعت کے ہر فرد کے متعلق یہ نظریہ قائم کر سکیں کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد ایک باامن سچا اور وفادار شہری کا ہوتا ہے۔ اور یہ وہ واقعات ہیں جن کے آپ میں سے اکثر عینی شاہد ہیں۔

میرے عزیز ہم وطنو! ۱۹۴۷ء کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ ہمارے اس بدقسمت صوبہ میں مذہبی جنون کا دور دورہ تھا۔ اور ایسا معلوم دیتا تھا کہ ایک مسلمان مستقل طور پر ایک غیر مسلم کا دشمن بن جائے گا۔ اور غیر مسلم کسی رنگ میں بھی ایک مسلمان کے وجود کو برداشت نہیں کرے گا۔ دونوں حکومتیں عوام کے اس رجحان کو دیکھ کر بے بس ہو گئی تھیں۔ ایسے حالات میں جماعت احمدیہ کے مقدس اور پیارے امام نے مشیت الٰہی کے ماتحت جماعت کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ شعائر اللہ اور مقامات مقدسہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں۔ چنانچہ بالکل قلیل تعداد یعنی ۳۱۳ افراد کو اس خدمت پر مامور کیا گیا حالات بھی یہ کہہ رہے تھے کہ وہ آگ جو اس وقت علاقہ میں لگی ہوئی ہے۔ وہ کسی بھی وقت اس قلیل تعداد کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔ دوسری طرف اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح موعود کو مخاطب کرتے ہوا تھا کہ "دنیا کو تباہ کرے کہ آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔" (تذکرہ)

چنانچہ ہم نے حالات کو اپنے سامنے بدلتے دیکھا۔ اور وہ آگ جو علاقہ کو بھسم کرتی ہوئی چلی آرہی تھی۔ جونہی قادیان کی چار دیواری کے ساتھ ٹکرائی تو وہ ابراہیم ثانی کے ماننے والوں کے لئے گلزار بن گئی۔ اور ہر وہ آنکھ جس سے غضب غصہ اور تعصب ٹپکتا تھا۔ وہ ہمارے لئے محبت اور پیار کے آنسو بہانے لگی۔ اور وہی ماحول جہاں مسلمان کے نام کو برداشت نہیں کیا جاتا تھا وہ ہمارے غم میں غمگین اور ہماری خوشی میں خوش نظر آنے لگا۔ ایسے وقت میں ہماری حکومت بھی خاموش نہ تھی۔ وقت کا تقاضا تھا کہ اس وقت ہر مسلمان کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا۔ اس لئے ہماری پوری نگرانی کی گئی۔ ایک طرف ہماری حفاظت کے لئے معقول انتظام حکومت کی طرف سے کیا گیا۔ تو دوسری حکومت کو حالات نے مجبور کر دیا کہ ہماری خاص نگرانی بھی کی جائے۔ لہٰذا ہر یہ امتحان ہمارے لئے کڑا تھا۔ اور ہر احمدی ایک باغیرت شہری کی طرح اس قسم کی نگرانی کو اپنے لئے توہین محسوس کرتا تھا۔ مگر حقیقتاً حکومت کا یہ نظام بھی خدا تعالےٰ کی خاص مشیت کے ماتحت ہمارے لئے رحمت کا باعث بنا۔ تا دنیا پر ثابت ہو جائے۔ کہ احمدی خواہ کسی دور سے بھی گذرے وہ ایک سچا مسلمان اور اسلام کا حقیقی علمبردار ثابت ہوگا۔ اور اس کے نامہ اعمال میں سازش اور غداری کا داغ نظر نہیں آسکے گا۔ چنانچہ شروع سے لے کر اب تک اگر ایک طرف ہماری نگرانی اور حفاظت کے لئے ڈسٹرکٹ سکیورٹی کا نمائندہ موجود ہے۔ تو دوسری طرف سٹیٹ کی C. I. D کا ایک افسر ہمیشہ ہماری خاص نگرانی اور خدمت کے لئے موجود رہتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کی پرخلوص اطاعت کو ثابت کرنے کیلئے سنٹر کے دل میں بھی یہ بات ڈالی کہ وہ اپنی تسلی کے لئے مستقل طور پر ایک افسر ہماری نگرانی اور خدمت کے لئے متعین کرے۔ بلکہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ شروع سے اب تک ہماری ڈاک کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے بعد ہم تک پہنچتا ہے۔ مگر اسے حاضرین اور احمدی دوستو! یہ انتظامات ہمارے لئے موجودہ حالات میں اس رنگ میں موجب رحمت ثابت ہوئے کہ ہمارے کسی قسم کے بھی مخالف کی کوئی بھی تدبیر ہمارے خلاف کارگر ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ حکومت اور ہمارے وہ سرکاری دوست جو اس کام پر متعین تھے۔ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ ان کا سترہ سالہ سابقہ ریکارڈ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ احمدیت اور غداری دو متضاد چیزیں ہیں۔ جو ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ ورنہ پاکستانی جارحیت کے وقت ہمارے مخالفین نے چھوٹے سے چھوٹے سرکاری افسر سے لیکر ڈیفنس منسٹر تک ہمارے متعلق بدگمانی پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

ہماری مساجد کو اسلحہ خانہ۔ ہمارے مقدس مقبروں کو دمدمے اور ہمارے ایک ایک پاکستانی جاسوس کا اڈہ قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ رات کے وقت ہمارے اس محدود ایریا کی فضا میں کوئی سیارہ بھی ٹوٹتا تھا۔ تو اس کے متعلق بھی کہا جاتا تھا کہ یہ ان کو خاص رنگ میں سگنل دیا گیا ہے۔ بلکہ ہمارے سادہ لوح اور نادان مخالفوں نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ ہر پاکستانی ہوائی جہاز کو ٹارچ کے اشاروں کے ساتھ پیغام دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان حالات میں دشمن کے جہاز کو کسی قسم کی روشنی دکھلانا خود موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ مگر اس کے مقابل پر حکومت وقت اور اس کے شریف افسران اور شہر کی بھاری اکثریت نے اپنے گذشتہ سترہ سالہ تجربہ کی بنا پر اس قسم کے شغر کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور باوجود اس کے کہ حالات ایسے تھے کہ حکومت کے لئے ایک سپاہی کا تعین کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ پھر بھی ہماری حفاظت کے لئے معقول انتظام کیا گیا۔ اور ان کٹھن حالات میں حکومت کے ہر افسر نے جماعت کو اس طرح اپنے گلے سے لگا لیا۔ جس طرح ایک ماں اپنے بچہ کو (اٹھارہ سالہ تجربہ کے بعد اپنے سینہ سے لگا لیتی ہے) جس کے متعلق اسے بار بار باور کرایا گیا ہو کہ یہ بچہ اس کا لائق اور وفادار ثابت نہ ہوگا۔ جماعت احمدیہ کے متعلق جنگ میں مطمئن ہونے کے بعد ہی ہماری وزارت خارجہ نے اپنے ہائی کمشنر مقیم ماریشس کو جماعت احمدیہ کے متعلق جو اطلاع بھجوائی تھی اس کا کچھ حصہ پیش کرتا ہوں۔

"قادیان کے احمدیوں کے سامنے ایک پروگرام ہے جس پران کی طاقتیں خرچ ہوتی ہیں۔ باوجود اسکے کہ سماجی طور پر ان کے اصول پرانے ہیں۔ لیکن وہ جدید طریقوں کو بھی اپنا رہے ہوئے ہیں۔ اور وہ قادیان میں پرانی یادگاروں کو اب بھی زندگی کے احساس سے دیکھتے ہیں۔ یہ سب احمدی پرجوش مبلغ ہیں سیاسی لحاظ سے قادیان کے احمدی خالص طور پر غیر جانبدارانہ اور غیر فرقہ وارانہ ہیں۔ اور وہ ہر ایسی گورنمنٹ کی امداد اور اس سے تعاون کرتے ہیں جس کے وہ ماتحت ہیں"

معزز حضرات غور فرماویں کوئی حکومت کسی ایسی جماعت کے متعلق اس قدر شاندار اعتماد سرٹیفکیٹ دے سکتی ہے جس کے متعلق کسی نہ کسی رنگ میں بھی حکومت کو شک ہو۔ اس کامل اعتماد کا نتیجہ تھا کہ موجودہ ایمرجنسی حالات میں اگر کسی علاقہ میں کسی احمدی کو غلط فہمی کی بنا پر حراست میں لیا گیا۔ تو وزیر داخلہ اور اسی طرح دوسرے مرکزی وزراء کے مخلصانہ تعاون سے ہماری درخواست پر

فوراً رہائی عمل میں آگئی۔ حتیٰ کہ قادیان کی وہ پاکستانی مستورات جن کی شہریت کے متعلق ابھی آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اور ملکی قوانین اور حالات کی وجہ سے جب ان کو حراست میں لیا گیا۔ تو مرکزی وزراء نے بغیر کسی تاخیر اور پس وپیش کے ان کی رہائی کے احکامات جاری کر دیئے۔

اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے وزراء بالخصوص چیف منسٹر صاحب اور شری پربودھ چندر صاحب اور شری دربارا سنگھ صاحب نے حالات کی نزاکت کے باوجود ہماری حفاظت کے انتظامات کئے۔ اور سب سے زیادہ ہم اپنے لوکل سرکاری افسران بالخصوص D. C صاحب اور P. S صاحب اور ان کے عملے کے مشکور ہیں جنہوں نے نہ صرف خود حالات کی پوری نگرانی کی اور بدامنی کرنیوالے عناصر کی حوصلہ افزائی نہ ہونے دی۔ بلکہ حکومت کو بھی ایک مہربان اور عادل افسران کی طرح صحیح حالات سے آگاہ رکھا۔ سرکاری مشینری کے علاوہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سارے علاقہ اور قادیان کے ہندو سکھ معززین کی بھاری اکثریت نے اس نازک وقت میں ہمارے ساتھ محبت اور پرخلوص پیار کا برتاؤ کیا۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد ان کا شکر گذار ہے۔ خاص طور پر سردار ستنام سنگھ صاحب ایم ایل اے اور سردار اجیت سنگھ صاحب اور ان کے دوستوں کا جن پر ان کے سیاسی مخالفین نے ایسے ایسے رنگ میں کیچڑ اچھالا کہ اگر واقعی ان بھائیوں کو ہمارے ساتھ محبت کا خاص تعلق نہ ہوتا۔ تو یہ اس رنگ میں استقامت نہ دکھلا سکتے۔

ہم کمزور انسان ہیں اور ظاہری لحاظ سے بھی کوئی حیثیت نہیں۔ مگر وہ خدا جس نے اس جماعت کی بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھی ہے بڑی طاقتوں کا مالک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ حکومت کے وزراء اور سرکاری افسران اور ہمارے دوسرے مخلص دوستوں کی نیکی کو بھی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا اور وہ ان کی نسلوں کو اپنی برکات سے نوازے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

معزز حاضرین! ایک طرف سکھ کے حالات کو سامنے رکھیں۔ اس کے بعد وہ نیک تغیر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے بھائیوں اور سرکاری افسران کے اندر پیدا کیا اس کا تصور کریں۔ اور پھر موجودہ ہنگامی حالات پر نظر دوڑائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کس رنگ میں جماعت احمدیہ کے مرکز کی معجزانہ رنگ میں حفاظت فرمائی ہے۔ ہم تو آج اس امر کو محسوس کر رہے ہیں۔ مگر ہمارے آقا سیدنا مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آج سے اٹھارہ سال قبل ہمیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا:-

"تسلی پاؤ اور خوش ہو جاؤ۔ اور دعا اور درود اور انکساری پر زور دو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دلوں میں پیدا کرو کوئی مالک اپنا گھوڑا بھی کسی ظالم سائیس کے سپرد نہیں کرتا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے بندوں کی باگ ان ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ جو بخشتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور خود تکلیف اٹھاتے ہیں تاکہ خدا کے بندوں کو آرام پہنچے۔ تم نرمی کرو۔ عفو سے کام لو اور خدا کے بندوں کی بھلائی کی فکر میں لگے رہو۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے بھی دل ہیں وہ ان کے دلوں کو بدل دے گا اور حقیقت حال ان پر کھول دے گا یا ایسے حاکم بھیجے گا جو انصاف اور رحم کرنا جانتے ہوں۔"

گذشتہ ایام میں ہمارے مخالفین نے اس امر کو نمایاں رنگ میں پیش کر کے حکومت وقت اور عوام کو بہکانے کی کوشش کی کہ چونکہ جماعت احمدیہ کا امام اور خلیفہ وقت پاکستان میں مقیم ہے اسلئے جماعت احمدیہ پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ مناسب ہے کہ آخر میں اس پہلو کی بھی وضاحت کر دوں۔

برادران! اسمیں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ ایک واجب الاحترام امام کے تابع ہے اور ہمارے مخالف کی اس رائے سے ہمیں پورا پورا اتفاق ہے۔ کہ دنیا کا ہر احمدی اپنے امام کے ہر حکم پر عزیز سے عزیز تر چیز کو قربان کرنیکے لئے تیار ہے۔ اور بدلتے ہوئے حالات اور کسی شریک کے شر سے خائف ہو کر ہم خدانخواستہ یہ کہنے کے لئے تیار نہیں کہ اب ہم خلیفہ یا امام کے حکم کو نظر انداز کرنیکا حق رکھتے ہیں مگر اسلام اور احمدیت کے اس بنیادی اصول کو کبھی بھی فراموش کرنا نہیں چاہیئے کہ ہمارا امام اور خلیفہ بھی ایک الٰہی قانون کے تابع ہے اور یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ جس کو خدا تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کے معیار اور قیام کیلئے منتخب کیا ہو وہ خود ہی شریعت کے خلاف قدم اٹھائے۔ اصل میں میں اپنے ان بھائیوں کو معذور سمجھتا ہوں وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں کہ ان کے سیاسی اور مذہبی لیڈر جن باتوں کی تلقین کرتے رہتے ہیں وہ خود ہی ان قوانین کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔ مگر اے بھائیو! خدا کے مقدس اور برگزیدہ نبیوں کا دنیا اور اس کے اموال پر گدھ کی طرح گرنے والوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ بھلا چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ اس لئے مناسب ہے کہ میں اس اعتراض کا جواب جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں پیش کروں۔

قرآن کریم نے ایک مسلمان اور احمدی کے لئے ایک شہری کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کے لئے دوسرا نہایت ہی زریں اصول یہ بیان فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (اعراب) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ ایک مومن اپنے ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے حکومت وقت کی بھی اسی رنگ میں اطاعت کرے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کی جاتی ہے چنانچہ اس اہم اور بنیادی اصول کے مدنظر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کی روشنی میں جس حکومت میں بھی کوئی شخص رہے اس حکومت کا اُسے وفادار رہنا چاہیئے یہ خیال کرنا کہ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کی اپنی اپنی حکومت سے وفاداری صرف اس وقت ہوگی جبتک امام جماعت احمدیہ ان کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اول درجہ کی حماقت اور بے وقوفی ہے۔ اس معاملہ میں امام جماعت احمدیہ کوئی حق نہیں رکھتا۔ اس کا کام اسلامی تعلیم کو دہرانا ہے وہ اسلامی تعلیم کو بدل نہیں سکتا۔ حکومتِ وقت کی وفاداری ہمارے نزدیک قرآن مجید کا حکم ہے اور قرآن مجید ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور کوئی خلیفہ یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ اس حکم کو بدل دے خلیفہ کوئی ڈکٹیٹر نہیں۔ بلکہ وہ نائب ہے اور نائب اپنے بالا حکام کے احکام کی اسی طرح تابعداری کرتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے لوگ۔"

(الفضل ۱۸ر اپریل ۱۹۴۹ء)

وہ احمدی جو سرکاری ملازم ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے متعلق فرماتے ہیں کہ

"سرکاری افسران اور ملازمین پر خصوصیت سے ان ہدایات کی پابندی لازم ہے جو حکومت کی طرف سے ان پر پابندی عائد کی جائے اسکی تعمیل میں سر مو فرق نہ آنا چاہیئے ایمان اور دیانت داری کا یہی تقاضا ہے کہ جب کوئی حکومت کی ملازمت اختیار کرتا ہے۔ تو ملازمت اختیار کرنا ہی اس کی طرف سے اس بات کا عہد ہوتا ہے کہ وہ اپنے فرائض کو سرگرمی، اخلاص اور دیانت کے ساتھ ادا کرتا رہیگا اور حکومت کی جاری شدہ تمام ہدایات کی پوری پابندی کرے گا۔ اس عہد کی خلاف ورزی اسے حکومت کی طرف سے بھی قابلِ مواخذہ بناتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور بھی وہ جوابدہ ہوتا ہے اور وہ اپنے ایمان اور اپنے تعلق باللہ کو خطرے میں ڈالتا ہے۔" (اخبار المصلح ۱۹۵۳ء)

پس اے بھائیو! جماعت احمدیہ کا امام یا خلیفہ کسی بھی ملک میں کیوں نہ ہو۔ اس نے اپنے پیروکاروں کو قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت یہی ہدایات صادر فرمائی ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک احمدیت پر ایسا زمانہ کبھی نہ آئیگا کہ ان کا کوئی نہ خدانخواستہ ایسا امام یا خلیفہ منتخب ہو جو جماعت کو قرآن کی تعلیم کے خلاف چلنے کا حکم دے۔

اسکے ساتھ ساتھ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ تقسیم ملک کے بعد جب کبھی بھی ملک یا قوم پر کوئی مصیبت آئی ہے۔ خواہ وہ کسی ملک کی جارحانہ کارروائی کے نتیجہ میں ہو۔ جماعت احمدیہ نے کس قسم کا رد عمل ادا کیا ہے۔ چنانچہ چینی جارحیت کے نتیجہ میں ۱۹۶۲ء میں جو ہنگامی حالات پیدا ہوئے تھے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے افراد جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان نے اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر تعاون پیش کیا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اور ہندوستان کی جماعتوں نے نصف لاکھ روپیہ نقد ڈیفنس فنڈ میں ادا کیا۔ خود قادیان میں جماعت کے بیسیوں نوجوانوں نے جن میں ہمارے محترم اور نہایت ہی پیارے اور مقدس وجود حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ شامل ہیں نے اپنا خون پیش کیا۔ اور بھارت کے ہر صوبہ کے سینکڑوں احمدی جو فوج میں ملازم ہیں۔ انہوں نے پوری وفاداری کے ساتھ حصہ لیا۔

حالیہ پاکستان کی جارحیت کے وقت بھی جماعت خاموش نہیں رہی۔ حالانکہ جماعت کا محبوب اور جان سے عزیز امام پاکستان میں ہے۔ اس وقت تک جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی طرف سے ۲۵۰۰۰/- روپیہ نقد ادا کیا جا چکا ہے۔ اور جماعت ہر رنگ میں قربانی کر رہی ہے کشمیر میں پاکستانی جارحیت کی وجہ سے جو حالات پیدا ہوئے ہیں۔ مرکز قادیان کی طرف سے بار بار کشمیری احمدیوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ امن، اطاعت اور کامل وفاداری کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور نازک موقع پر کسی رنگ میں بھی جذبات کی رو میں بہہ کر ایسی کارروائی نہ کریں جو آنے والے مورخ کو یہ کہنے کا موقع ملے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

اسلام اور خدمتِ خلق

(تقریر جلسہ سالانہ)

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن

(۲)

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضہ کا ایک واقعہ اسلامی تعلیم کی عکاسی کرتا ہے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ اپنی رعایا کی خبرگیری کے لئے رات کے وقت مدینہ کی گلیوں میں گشت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مدینہ کے ایک کھلے میدان میں سے آپ گذر رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک خیمہ پر پڑی جہاں سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آرہی تھی۔ اور اس خیمہ کے باہر ایک مرد بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استفسار کے ساتھ دریافت فرمانے پر وہ شخص جسے علم نہیں تھا کہ اس کے مخاطب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہنے لگا کہ اس خیمہ کے اندر میری بیوی ہے جسے دردِ زہ ہو رہا ہے۔ اور اس کے پاس کوئی نہیں ہے۔ اور ہم دونوں خود بھوکے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضہ فوراً اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنی اہلیہ حضرت ام کلثوم رضہ کو تمام حالت بتادی اور فرمایا کہ ایک نومولود کے لئے کپڑوں کی اور زچہ کے لئے جو ضرورت ہو وہ ساتھ لے لو اور ایک ہانڈی لے لو اور اس میں کھانے کا سامان بھی رکھ لو۔ حضرت ام کلثوم فوراً اس خدمت کے لئے تیار ہو گئیں۔ حضرت عمر رضہ نے خود ہانڈی اٹھائی اور ام کلثوم ان کے پیچھے پیچھے چل پڑیں۔ منزل مقصود پر پہنچ کر آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کو خیمہ کے اندر بھیجا۔ اور فوراً اس مرد کے پاس بیٹھ گئے۔ اور وہیں خود آگ جلا دی اور جو کچھ ساتھ لائے تھے پکانے لگ گئے۔ اتنے میں اندر زچگی کا مرحلہ طے ہو گیا اور حضرت ام کلثوم کی آواز آئی کہ حضرت امیر المومنین اپنے دوست کو ایک فرزند کی خوشخبری دیجئے۔ یہ آواز جونہی بدوی کے کانوں میں پہنچی اور معلوم ہوا کہ یہ تو امیر المومنین ہیں جو خود ہماری خدمت کے لئے اپنی زوجہ محترمہ کو ساتھ لے آئے ہیں تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اور وہ حواس باختہ ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اسے تسلی دی اور پھر خود ہی ہانڈی اٹھائی اور اپنی زوجہ کو پکار کر فرمایا کہ اندر سے جاکر عورت کو کھلاؤ۔ جب وہ کھا چکی تو باقی کھانا اس مرد کو اس کے سپرد کردی۔ اس کے بعد آپ اپنی اہلیہ کو لے کر اپنے گھر روانہ ہو گئے اور اس کے بعد بیت المال سے اس بچہ کے لئے وظیفہ مقرر فرمایا۔ اور اس شخص کو بھی اس میں سے کچھ دیا۔

خدمتِ خلق کا یہ ایک ایسا فقید المثال نمونہ ہے جو کہ اسلامی تعلیم کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوا۔ ذرا غور فرمایئے کہ لاکھوں مسلمانوں کے روحانی خلیفہ جو ایک حاکم کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور چاہتے تو کسی غلام یا ملازم کو حکم دے سکتے تھے کہ اس مرد اور عورت کی ضروریات کی تکمیل کی جائے۔ لیکن تعلیم آپ کے اندر خدمت خلق کا جو جذبہ اسلام نے ودیعت کر دیا تھا اسکی بدولت آپ خود اس خدمت کے لئے تیار ہوئے اور

. . . .

. . . [illegible] محترمہ کو بھی اس کام کے لئے ساتھ لے گئے۔

معاشرے کو درست کرنے اور تمدنی زندگی کو سنوارنے کے لئے پڑوسیوں کا خیال رکھنا اور انہیں ہر قسم کے ظلم و ستم اور غربت و لاچاری سے محفوظ رکھنا بھی خدمت خلق کا ایک اہم شعبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول پاک صلعم اس بات پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے کہ پڑوسیوں کی نگہداشت اور ان کی خدمت میں کوتاہی کرنے والے اور انہیں مختلف قسم کے ظلم و ستم کا شکار بنانے والے مومن کہلانے کے ہرگز مستحق نہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

واللہ لایؤمن واللہ لایؤمن قیل من یا رسول اللہ۔ قال الذی لا یأمن جارہ بوائقہ

یعنی ایک دفعہ حضور اکرم صلعم بڑے جذبہ کے ساتھ اور تکرار کے ساتھ فرمانے لگے کہ خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون ہے جو مومن نہیں تو فرمانے لگے کہ وہ جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی امن میں نہیں۔ مسلم کی روایت میں یوں درج ہے کہ لا یدخل الجنۃ من لا یأمن جارہ بوائقہ یعنی جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی امن میں نہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ حضرت جبریل مجھے پڑوسیوں کے متعلق بحث اس قدر وصیت کرتے رہے ہیں کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ شاید پڑوسی کو وارث ہی قرار دیدیں گے۔

اس فرمان نبوی میں نہایت ہی مختصر مگر جامع رنگ میں ہر مومن کو پابند کیا گیا ہے کہ اپنے اپنے پڑوسیوں کی خدمت کرنا اور ان کی ضروریات کی تکمیل کرنا اور انہیں ہر قسم کی تنگی و تکلیف سے محفوظ رکھنا نہایت ضروری ہے اس طرح معاشرے میں پیدا ہونے والی کثیر خرابیوں کا انسداد ہو جاتا ہے۔

مذکورہ آیۃ کریمہ میں خدا تعالیٰ نے خدمتِ خلق کا ایک اور رستہ الصاحب بالجنب کو قرار دیا ہے یعنی ایسے رفیق کو جو کسی نہ کسی رنگ میں تمہارے شریک ہوں۔ اسلام نے مؤمنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ معاشرے کی اصلاح اور بہتری کے لئے کئی مواقع پر مختلف پیرائے میں کس طرح انسان حتیٰ کہ قومی خدمات انجام دینی چاہئیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منہم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیراً منہن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرہتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم (الحجرات)

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کریں۔ ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہو۔ اور نہ کسی قوم کی عورتیں دوسری قوم کی عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ دوسری قوم کی عورتیں ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو برے نام سے یاد کیا کرو۔ کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی برے نام کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور جو بھی توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔ اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو تم اس کو ناپسند کرو گے۔ اور خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے بعض ایسے حقوق کا ذکر فرمایا ہے جس کا تعلق الصاحب بالجنب کے ساتھ ہے۔ یعنی دوسری قوموں کا تمسخر کسی کی طعنہ زنی کسی کو برے نام سے یاد کرنا اسی طرح بدظنی۔ تجسس۔ غیبت یہ سب ایسی برائیاں ہیں جن سے معاشرے میں خرابی اور بدامنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان سب سے اجتناب کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات بھی قابل غور اور قابل عمل ہیں آپ فرماتے ہیں کہ

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخواناً کما امرکم

یعنی تم بدظنی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کیونکہ بدظنی اکثر نہایت ہی جھوٹی بات ہوا کرتی ہے۔ اور تم تجسس مت کیا کرو۔ اور نیز آپس میں حسد کینہ اور بغض مت رکھو۔ اور اپنے بھائی کے خلاف تدبیریں مت سوچا کرو۔ تمہیں چاہیئے کہ جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نیک و پاک بندے بن کر آپس میں برادری کے سلک سے منسلک ہو جاؤ۔

اسی طرح فرمایا۔

من نفس عن مؤمن کربۃ من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربۃ من کرب القیامۃ ومن یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔

یعنی جو شخص اپنے بھائی کی دنیوی تکلیف دور کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کی اخروی تکالیف دور کرے گا۔ اور جو کسی بھائی کی تنگدستی کو دور کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کی تمام دنیاوی اور اخروی تنگیوں کو آسائش و کشادگی میں بدل دے گا۔ اور جو کسی کی پردہ پوشی کرتا ہے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور جب تک کوئی شخص اپنے بھائی کی مدد و اعانت میں لگا رہے گا خدا تعالیٰ بھی اس کی تائید و نصرت میں لگا رہے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ دنیا میں ایک ایسی برادری اور محبت و الفت کا ایک اٹوٹ رشتہ قائم فرما دیا ہے کہ جس کے نتیجہ میں

اگر کسی فرد کو کوئی دکھ یا تکلیف پہنچ رہی ہو تو باقی تمام افراد اُس کو محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اُس کی اس تکلیف کے ازالہ کے لئے ہر قسم کے ایثار و قربانی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگیاں شہادت دیتی ہیں کہ انہوں نے ایثار و قربانی کے کیسے اعلیٰ نمونے رہتی دنیا تک رہنمائی کے لئے چھوڑے ہیں۔

چنانچہ تاریخ اسلام میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک غزوہ میں حضرت عکرمہ بن ابی جہل حضرت حارث بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہم زخمی ہو کر میدان جنگ کی تپتی ہوئی ریت میں شدتِ پیاس کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ گویا کہ زخموں سے اٹھنے والی ٹیس اور پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا تھے۔ اُس وقت ایک گلاس پانی اُن کے لئے حیات کا موجب بن سکتا تھا۔ اتنے میں ایک شخص ایک چھاگل میں پانی لے کر آتا ہے۔ اور سب سے پہلے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہے۔ آپ پیالہ لے کر پینے ہی والے تھے کہ آپ کی نظر حضرت سہیل رضی اللہ عنہ پر پڑتی ہے۔ جو چند گھونٹ پانی کے لئے حسرت بھری نگاہوں سے اس طرف دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو اسلامی اخوت اور جذبۂ خدمتِ خلق کے لئے یہ ناقابلِ برداشت ہو گئی کہ خود تو پانی پی لیں اور اپنے بھائی کو اس حالت میں چھوڑ دیں۔ لہٰذا آپ نے اشارہ کیا کہ پہلے حضرت سہیل کو پانی پلایا جائے۔ وہ شخص پانی لے کر حضرت سہیل کے پاس جاتا ہے۔ حضرت سہیل جن کے لئے ایک ایک قطرہ پانی آبِ حیات کا کام دے سکتا تھا۔ اس سے استفادہ نہ کر سکے اس لئے کہ اچانک اُن کی نظر حضرت حارث رضی اللہ عنہ پر پڑی جو خود پانی کے لئے ترس رہے تھے تو انہوں نے بھی پانی پینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو پلاؤ۔ اس کے بعد میرے پاس لے آنا۔ جب وہ شخص پانی لے کر حضرت حارث رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت حارث وفات پا چکے ہیں وہ واپس حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہے تو آپ بھی ایثار و قربانی کا مجسمہ بنے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔ آخر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ شخص پانی لے کر آتا ہے تو آپ بھی جامِ شہادت پی چکے تھے۔

محترم بھائیو! ذرا غور فرمایئے اکہ لیسے نازک گھڑی اور جانکنی کی حالت میں پانی کے ان چند قطرات کی کیا قدر و قیمت تھی۔ عام حالات میں دوسرے کے لئے ایثار کرنا اور اپنے جذبات خواہشات اور ضروریات کی قربانی کرنا بہت بڑی خوبی اور نیکی کی بات ہے۔ یہ ایک مشکل امر بھی لیکن اتنا مشکل نہیں جتنا کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ ایک انسان موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہو کہ میری زندگی اور موت کے درمیان صرف پانی کے چند قطرات حائل ہیں اُس وقت اپنی حالت کو فراموش کر دینا اور اپنے صاحب بالجنب کو موت کے منہ سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دینا یہ خدمتِ خلق کا انتہائی عروج پر پہنچا ہوا آخری مرحلہ ہے جس کی تعلیم صرف اور صرف اسلام ہی نے دی ہے۔

آیئے میں آپ کو ایک اور عدیم المثال واقعہ کی طرف لے جاتا ہوں جو اس برادری اور خدمتِ خلق کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس میں انسانوں نے اپنی فطری جذبات کو یکسر قربان کر دیا۔ مسلمان ہجرت کر کے جب مدینہ میں آئے تو ظاہر ہے کہ وہ ہجرت کے لازمی اثرات سے محفوظ نہ رہ سکتے تھے۔ ہجرت میں گھر اور اُس کا سارا ساز و سامان تو منتقل نہیں کیا جا سکتا چنانچہ اکثر ان میں سے بالکل غریب اور نادار ہو گئے نہ کھانے کو کچھ پاس تھا نہ پہننے کو اور نہ سر چھپانے کو کوئی جگہ تھی۔ لیکن وہ مسلمان جو مدینہ میں رہتے تھے انہوں نے جس اخلاص اور ایثار و قربانی اور جذبۂ خدمتِ خلق کا مظاہرہ کیا وہ تاریخِ انسانیت میں سنہری باب کا اضافہ کرنے والا ہے انہوں نے جب جووں کو یہ محسوس تک نہ ہونے دیا کہ وہ کسی غیر جگہ میں ہیں۔ انہوں نے اپنے مکانات اُن کی رہائش کے لئے خالی کر دیئے انہیں اپنے اموال میں سے حصہ دار بنایا۔ اپنی زمینیں اور باغات اُن کے ساتھ تقسیم کرائے۔ اور یہاں تک اُن کے لئے ایثار کرنے کو تیار ہو گئے کہ ایک صحابی حضرت سعد بن الربیع نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کو جن کے ساتھ اُن کی مواخات قائم ہوئی تھی کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں جن میں سے ایک میں طلاق دیئے دیتا ہوں تاکہ آپ اُس کے ساتھ نکاح کر لیں۔ اگرچہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے اس تجویز کو ناجائز ہونے کی وجہ سے قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی حضرت سعد بن ربیع اسے جائز سمجھتے تھے تاہم اس واقعہ سے اُن کے جذبۂ اخوت کی عکاسی ہوتی ہے۔

غرض ان مہاجرین و انصار نے صاحب بالجنب کے لئے محبت و خدمت کی جو مثال قائم کی ہے وہ رہتی دنیا تک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے موجودہ زمانہ میں بھی جماعت احمدیہ نے نہ صرف اس مثال کو پیش نظر رکھا بلکہ اس امر کا ثبوت دیا کہ یہی ایک جماعت ہے جو اپنے صاحب بالجنب کے لئے بے مثال قربانی پیش کرنے والی ہے۔ چنانچہ تقسیم ملک کے وقت جب حالات کے تقاضے سے مجبور ہو کر غیر مسلموں کو مغربی پاکستان سے نکلنا پڑا تو اس افراتفری کے عالم میں احمدیہ جماعت کے افراد نے جو اگرچہ تعداد میں بہت کم تھے اپنی مقدور بھر کوشش کر کے ہندو اور سکھ بھائیوں کی جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ایک لمبی اور طویل داستان ہے۔

ان بے گھر بے سر و سامان مہاجرین کی حتی الوسع خدمت کرنے اور ان کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمۃ اللہ علیہ کا خاص ارشاد اور حکم تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کا ایک پیغام قابلِ غور ہے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"جو لوگ اس وقت ہمارے مکانوں اور ہماری جائدادوں پر قابض ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ لوگ بھی اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اُن کی جائیدادوں سے انہیں بے دخل کیا گیا ہے۔ اسلئے ہم ان کو اپنے مہمان سمجھتے ہیں۔ اور آپ لوگ بھی انہیں اپنا مہمان سمجھیں ان سے بھی اور اُن تمام شریف لوگوں سے بھی جنہوں نے ان ایام میں شرافت کا معاملہ کیا ہے محبت اور درگزر کا سلوک کریں اور جو سکھ ہیں اور انہوں نے ہمارے احسان کو بھلا کر ان فتنہ کے ایام میں ڈاکوؤں اور چوروں کا ساتھ دیا۔ آپ لوگ اُن کے افعال سے بھی چشم پوشی کریں"۔

چنانچہ یہاں کے غیر مسلم بھائی اس بات کے شاہد ہیں کہ جماعت احمدیہ نے اس لمبے عرصہ سے اُن کے ساتھ کس قسم کا محبت بھرا سلوک کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ کے افراد مالی لحاظ سے عام طور پر غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جماعت کی مالی حالت بحیثیت مجموعی بلند معیار پر نہیں سمجھی جاتی۔ پھر بھی اسلامی رواداری اور خدمتِ خلق کی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے اب بھی اس تعلیل فنڈ میں سے غیر مسلم بیواؤں اور یتیموں کو امداد دی جاتی ہے۔

چنانچہ اخبار Statesman کے نمائندہ ایچ۔ آر۔ وہرہ اپنے اخبار کی ایک اشاعت میں لکھتے ہیں کہ

"احمدی جو تمام مذاہب کے غریبوں کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے کے قائل ہیں مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھ یتیموں اور بیواؤں کی امداد کرتے رہے۔ اور اب بھی جبکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی آمدنی کم ہو گئی ہے غیر مسلموں کی ایک تعداد اپنے وظیفے انجمن سے وصول کر رہی ہے"۔

اسلام نے مہمان نوازی کو بھی خدمتِ خلق کا ایک اہم جزو قرار دیا ہے۔ اور اس پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اس کے فرائض میں سے ایک فریضہ مہمانوں کا احترام اور اُن کی خدمت کرنا ہے نیز رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ مہمان کا گھر میں آنا خدا تعالیٰ کی رحمت کا نشان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہمان نوازی صحابہ کرام کی مقدس زندگی کا ایک اہم حصہ ہوا کرتی تھی۔

ایک دفعہ دربار نبوی میں ایک مہمان آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تحریک فرمائی کہ جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا وارث ہو جائے گا۔ اُس وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے جاتا ہوں۔ چنانچہ جب وہ اپنے اس مہمان کو لے کر گھر پہنچے تو بیوی سے معلوم ہوا کہ کھانے کو صرف اتنا ہی ہے جو بچوں کے لئے بمشکل کفایت کر سکے گا۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو پیار دلاسا دے کر بھوکے ہی سلا دو۔ اور جب ہم مہمان کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھیں تو روشنی ٹھیک کرنے کے بہانے چراغ گل کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بچوں کو بہلا کر فاقہ ہی کی حالت میں سلا دیا گیا۔ بیوی نے روشنی بجھا دی اور اس مہمان کے سامنے بیٹھ کر یہ صرف منہ ہی چلاتے رہے کہ گویا بڑے مزے سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان کی مہمان نوازی کی خاطر گھر کے سب لوگ فاقے ہی رہے۔ خدا تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ اس مہمان نوازی کی خبر دی چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ دوسرے دن صبح جب وہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ لقد عجب اللہ من ضیفکما بضیفکما اللیلۃ یعنی آپ کی اس مہمان نوازی سے خدا تعالیٰ بہت ہی خوش ہوا۔

احباب اس پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ خود بھوکا رہنا اپنی بیوی کو بھوکا رکھنا اور انتہا یہ کہ چھوٹے چھوٹے جگر گوشوں کو بھوکے ہی سلا دینا کس پایہ کا جذبۂ خدمت ہے۔ جو اسلام نے پیدا کیا ہے!! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے متبعین کی زندگی بھی اس قسم کی مہمان نوازی کے بے شمار واقعات

موجود ہیں۔ لیکن طوالتِ مضمون کے خوف سے ان کی تفصیل بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ الصاحب بالجنب کے بعد خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے جو ما ملکت ایمانکم ہیں یعنی وہ لوگ جو تمہارے دستِ نگر اور ماتحت ہیں۔ ان میں ملازمین مزدور اور حیوانات وغیرہ شامل ہیں۔

موجودہ دنیا میں جو مختلف قسم کے agitations ہڑتال اور مظاہرے وغیرہ ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملازم پیشہ اور مزدور قسم کے افراد اپنے مالکوں اور آقاؤں سے خوش نہیں۔ اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم سے عدل و انصاف کا سلوک نہیں کیا جا رہا اسلام ایک طرف اس قسم کے مظاہروں اور ہڑتالوں کو سختی سے منع فرماتا ہے تو دوسری طرف مزدوروں اور ملازموں سے اور ماتحتوں سے کام کرانے والے افراد سے حسن سلوک کرنے اور اُن کی واجب ضروریات کی تکمیل کرنے اور حتی الوسع اُن پر احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ تاکیدی حکم ہے کہ

اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ (ابن ماجہ) یعنی مزدور کو اس کی مزدوری اور اُجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کیا کرو۔

دیکھئے! اسلام کا یہ کتنا پیارا اور سنہرا اصول ہے جو آجروں کی رہبری کرتا ہے کہ انہیں اپنے مزدوروں کے ساتھ کتنی ہمدردی ہونی چاہیئے اور اُن کا کتنا خیال رکھا جانا چاہیئے۔ اگر آجر اپنے مزدوروں کے حقیقی ہمدرد بن جائیں تو وہ بہت سی شکایات اور اعتراضات پیدا ہو ہی نہیں پاتے۔ جن کی جانب مزدور طبقہ آئے دن آواز بلند کرتا رہتا ہے۔

اسی طرح ما ملکت ایمانکم میں جانور بھی شریک ہو جاتے ہیں جو بے زبان ہیں اُن کی نگہداشت کرنے اور اُن کے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک کرنے کی اسلام ہدایت دیتا ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں بے زبان پرندوں چرندوں پر شفقت اور اُن کی خدمت کے کئی واقعات ہمیں ملتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ کسی سفر سے واپس آ رہے تھے۔ دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کا دن تھا۔ آپ خیمہ میں آرام فرما رہے تھے کہ ناگہاں ایک پرندہ کی دردناک چیخ کی آواز آپ کے کان تک پہنچی جس کے بچے کسی نے اُٹھا لئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اس پرندہ کو اس طرح کس نے تکلیف دی ہے۔ اس کے بچے واپس اس کے گھونسلے میں رکھ دیئے جائیں اور فرمایا کہ لا تضآرُّ والدۃ بولدھا کسی ماں کو خواہ وہ انسان ہو یا حیوان اس کے بچہ کی طرف سے تکلیف دینا ہرگز جائز نہیں۔

ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فاحشہ عورت جو بنی اسرائیل کے ساتھ تعلق رکھنے والی تھی اپنی پیاس بجھانے کے لئے ایک کنوئیں کے پاس گئی۔ اور اس میں اُتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک کتا پیاس کی شدت کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے یہ دیکھ کر اُس فاحشہ عورت کو اس کتے پر ترس آیا۔ وہ دوبارہ کنوئیں میں اُتری اور اپنے موزے میں پانی لا کر اُسے پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو کر چلا گیا۔ خدا تعالےٰ کو اس کی یہ خدمت اتنی پسند آئی کہ اُسے بخش دیا۔ جب آنحضورؐ نے یہ واقعہ بیان فرمایا تو صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اِنّ لنا فی البھائم اجرا؟ اے رسول خدا۔ کیا جانوروں پر شفقت کرنے کے نتیجہ میں بھی ہم خدا تعالےٰ کی طرف سے اجر کے مستحق ہو سکتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا فی کلّ کبدٍ رطبۃٍ اجرٌ۔ ہاں! ہر جاندار چیز کے بارے میں اجر ملے گا۔

نیز خدا تعالےٰ نے نہایت جامع اور اجمالی رنگ میں وفی اموالھم حق للسائل والمحروم فرما کر اُن سب کی خدمت کرنا فرض قرار دیا جو اپنی ضرورت کا اظہار کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں اور اُن کی بھی جو اس پر قادر نہیں ہیں۔

خدمتِ خلق کے یہ چند نمونے ہیں جو مجملاً بیان کئے گئے ہیں جو مذکورہ آیتہ قرآنی سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ورنہ خدمتِ خلق کا دائرہ وسیع اتنا ہے جس کے لئے اسلام نے کوئی حد بندی مقرر نہیں کی۔ البتہ ہر مسلم کو اس بات کا پابند بنا دیا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو وہ خدمتِ خلق بجا لائے اور اپنی زندگی کا نصب العین ہی خدمتِ خلق کو بنا لے۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں ایک بہترین اصول ہماری رہبری کے لئے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے الا کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راعٍ وھو مسئولٌ عن رعیتہ والرجل راعٍ علیٰ اھل بیتہ وھو مسئول عن رعیتہ والمرأۃ راعیۃ علیٰ بیت زوجھا وولدہ وھو مسئولۃ عنھم۔ وعبد الرجل راعٍ علیٰ مال سیدہٖ وھو مسئول عنہ الا فکلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ (متفق علیہ)

خبردار ہو کر سن لو تم میں سے ہر ایک اپنی جگہ حاکم ہے اور ہر ایک سے اُس کی رعیت اور ماتحت کے متعلق پوچھا جائے گا پس وہ امیر جو لوگوں پر افسر مقرر ہے وہ اُن کا حاکم اور ذمہ وار ہے وہ اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہوگا۔ اور ہر فرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور ہر عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے اور وہ ان کے متعلق پوچھی جائے گی۔ اور غلام اور ملازم بھی اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار اور وہ اس کے متعلق جواب دہ ہوگا خبردار ہو تم سب اپنی اپنی جگہ حاکم ہو۔ اور تم سب اپنی اپنی رعیت کے متعلق پوچھے جاؤ گے۔

گویا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ فرما کر ہر ایک کو مخلوقِ خدا کی خدمت کی ذمہ واری سونپ دی ہے۔ اور اُسے اس بات کی تنبیہ فرمائی ہے کہ اس خدمت میں کوتاہی کے نتیجہ میں اس سے باز پرس کی جائے گی۔

اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اس بات کی ہدایت فرمائی کہ خدمت خلق کے لئے کسی قسم کی تخصیص جائز اور مستحب نہیں ہے چنانچہ آپ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعمل اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول" (اربعین ۱ ص۲)

علاوہ ازیں آپ نے اپنی متعدد کتب میں خدمت خلق کو اپنا اور اپنی جماعت کا اولین فرض قرار دیا ہے چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر صرف ایک حوالہ سنا دیتا ہوں جو مختصر اور جامع ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک نیکی کی راہ اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔" (الوصیت)

گویا بنی نوع یعنی عالم انسانیت سے ہمدردی کرنے کا حکم فرما کر خدمت خلق کے تمام شعبوں کو اس میں شامل فرما دیا اور فرمایا کہ یہ نیکی کی راہ ہے جو خدا تعالیٰ کی اتنی پسندیدہ ہے کہ وہ ہماری حقیر خدمات کو شرفِ قبولیت بخشیگا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی قوم یا جماعت کی ترقی یا انحطاط اس جماعت یا قوم کے نوجوانوں پر منحصر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثانی حضرت مصلح موعود علیہ السلام نے اسی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی ایک الگ مجلس قائم فرمائی اور اس مجلس کا نام بھی آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ تجویز فرمایا اور اس کا نصب العین خدمت خلق مقرر فرمایا۔ آپ نے اس مجلس کو تاکیدی حکم دیا کہ خدمت خلق میں کسی قسم کی کوئی حد بندی یا تخصیص نہیں کرلی جا سکتی۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "اس کے ہر ممبر کو فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی قوتوں کو ایسے رنگ میں استعمال کرے کہ اپنے فوائد بالکل بھلا دے اور دوسروں کو نفع پہنچانا اپنا منتہیٰ قرار دیدے۔ (الفضل ۱۰ر جولائی ۱۹۳۸ء)

جو تبلیغی جماعتیں ہوتی ہیں اُن کے لئے تو یہ بہت ضروری ہوتا ہے کہ وہ ساری قوموں سے حسن سلوک کریں۔ اور کسی کو بھی اپنے دائرہ احسان سے باہر نہ نکالیں تا تمام قومیں ان کی مداح ہوں۔ پس وہ خدمت خلق کے کاموں میں مذہب و ملت کے امتیاز کے بغیر حصہ لیں اور جماعت کے جو اغراض و مقاصد ہیں اُن کو ایسی دیانتداری کے ساتھ لیکر کھڑے ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کے رستے میں اُنہوں نے اپنی جان قربان کر دیا کوئی در بھر نہ ہو۔" خدمت خلق کے کام میں جہاں تک ہو سکے وسعت اختیار کرلی چاہیئے اور مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھ کر ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہیئے خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی ہو یا سکھ۔"

میں آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نصیحت کے ذریعہ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں حضور اقدس اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لوگے تو ایک پیارے بچہ کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم صحیح معنوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور مخلصین کیلئے اپنی سابقہ کوتاہیوں اور خامیوں کو دور کرکے روحانی ترقیات حاصل کرنیکا

زرّیں موقعہ

خدا تعالیٰ کا ہم پر یہ ایک خاص فضل اور احسان ہے کہ اس نے سال میں ایک مہینہ ایسا مقرر فرما دیا ہے جس میں عبادات اور ریاضات کے خاص پروگرام پیش کرکے ہمیں اپنے سال بھر کی کوتاہیوں اور خامیوں کا ازالہ کرکے بے شمار فضلوں اور انعامات کو پانے کا زریں موقعہ عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری زندگی میں اس دفعہ پھر ہمیں اس مقدس مہینہ کی برکات و فیوض سے متمتع ہونے کا موقعہ مل رہا ہے کس کو علم ہے کہ اس کے بعد پھر یہ مقدس مہینہ اس کی زندگی میں آئے گا۔ اس لئے مخلصین جماعت جہاں نماز و روزہ نوافل کی ادائیگی اور درس و تدریس میں حصہ لے کر خدائی فضلوں کو جذب کر رہے ہوں گے وہاں اس بابرکت مہینہ میں خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر صدقہ و خیرات اور مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرکے اس کی رضا اور قرب کو حاصل کریں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں بے انتہا صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صدقہ و خیرات دینے میں آپ کا ہاتھ تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔

اس لئے احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ جہاں وہ اس مہینہ میں اپنے دوسرے لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی کوشش کریں وہاں صاحب نصاب احباب ان ایام میں زکوٰۃ کے فریضہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ہے اور کوئی دوسرا چندہ اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں بھجوائی جانی لازمی ہیں تا امام یا خلیفہ وقت کے حکم سے مرکز خود مستحقین میں تقسیم کرنے کا انتظام کرے اس رقم کا اپنے طور پر تقسیم کرنا شرعاً منع ہے البتہ اگر کوئی دوست اپنے غریب رشتہ داروں کو دینا چاہے تو وہ خلیفہ وقت یا نظارت بیت المال سے اجازت حاصل کرلے۔

اس پابندی میں جو حکمت ہے وہ بالکل ظاہر ہے تا کہ تمام جماعت کی زکوٰۃ کی رقم ایک جگہ اکٹھی ہونے کے بعد ایسے طریقہ سے تقسیم ہو جس سے ساری جماعت کو بہترین رنگ میں فائدہ ہو۔

جملہ سیکرٹریان مال کو خاص طور پر کوشش کرکے اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرکے جلد مرکز میں ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جملہ احباب جماعت کو رمضان المبارک کی برکات و فیوض سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور وہ اس خاص موقعہ سے صحیح معنوں میں مستفید ہو کر اپنی سابقہ کوتاہیوں اور خامیوں کا ازالہ کر سکیں۔ آمین یا ارحم الراحمین

ناظر بیت المال قادیان

دورہ پروگرام مکرم مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال در جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ و بنگال

از مورخہ ۱/۱/۶۶ تا ۱/۲/۶۶

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ صوبہ اڑیسہ و بنگال کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱/۱/۶۶ تا ۱/۲/۶۶ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وصولی چندہ جات و پڑتال حسابات کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں امید ہے کہ جملہ عہدیداران کماحقہ تعاون کرکے عنداللہ ماجور ہوں گے

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	مدراس	-	-	۱-۱-۶۶	
۲	خوردہ ٹاؤن	۲-۱-۶۶	۱	۳-۱-۶۶	
۳	کیرنگ	۳-۱-۶۶	۳	۶-۱-۶۶	
۴	نرگاؤں	۶-۱-۶۶	۱	۷-۱-۶۶	
۵	مانکاگوڑہ	۷-۱-۶۶	۱	۸-۱-۶۶	
۶	نیا گڑھ	۸-۱-۶۶	½	۸-۱-۶۶	
۷	خوردہ ٹاؤن	۸-۱-۶۶	½	۹-۱-۶۶	
۸	بھبنیشور	۹-۱-۶۶	۱	۱۰-۱-۶۶	
۹	کٹک وار۔ایم۔پی	۱۰-۱-۶۶	۳	۱۳-۱-۶۶	
۱۰	سونگڑہ	۱۳-۱-۶۶	۲	۱۵-۱-۶۶	
۱۱	کیندراپاڑہ	۱۵-۱-۶۶	۱	۱۶-۱-۶۶	
۱۲	کٹک	۱۶-۱-۶۶	½	۱۶-۱-۶۶	
۱۳	کرڈاپلی	۱۶-۱-۶۶	۲	۱۸-۱-۶۶	
۱۴	پنکال	۱۸-۱-۶۶	۲	۲۰-۱-۶۶	
۱۵	کوٹ پڑ	۲۰-۱-۶۶	۱	۲۱-۱-۶۶	
۱۶	بردوان	۲۱-۱-۶۶	۲	۲۳-۱-۶۶	
۱۷	بھدرک براستہ کٹک	۲۴-۱-۶۶	۲	۲۶-۱-۶۶	
۱۸	سورو	۲۶-۱-۶۶	۱	۲۷-۱-۶۶	
۱۹	رورکیلا	۲۸-۱-۶۶	۲	۳۰-۱-۶۶	
۲۰	کلکتہ	۱-۲-۶۶	-	-	

اعلانات نکاح اور رخصتی کی تقاریب

(۱) عزیزہ نورجہاں بنت شیخ محمود احمد صاحب مرحوم شاہجہانپوری کا نکاح عزیزم اخویم برادر منیر احمد صاحب ولد مکرم شیخ محمد عبد الرزاق صاحب بنگلوری تاجر اگربتی سکندر آباد دکن سے بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز [illegible] بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔ اور رخصتانہ کی تقریب مورخہ ۲۰/۱۲/۶۵ بروز پیر بعد نماز عصر عمل میں آئی۔ مسجد مبارک میں تلاوت و نظم کے بعد حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر مقامی نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس کے بعد برات محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر آئی جس کا استقبال محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے کیا۔ اور سکندر آباد سے آئے ہوئے مہمانوں اور لڑکی کے اقرباء کی برات کو پرتکلف ٹی پارٹی سے خوش آمدید کیا۔ مورخہ ۲۲/۱۲/۶۵ بروز بدھ برات پر مشتمل [illegible] افراد قادیان سے سکندر آباد دکن روانہ ہوئی۔

(۲) عزیزہ مسلمہ مسروری بنت مکرم شیخ محمد عبد الرزاق صاحب بنگلوری تاجر اگربتی سکندر آباد دکن کا نکاح عزیزم برادرم ظہیر الدین صاحب قادیانی ولد شیخ محمد عمر صاحب مرحوم دہلوی سے بعوض مبلغ ایک ہزار پانچسو روپیہ مہر پر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ و تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ و عصر مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھایا۔ اور اگلے روز رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی جس میں [illegible] سے برات خاکسار کے رہائشی مکان پر آئی جس کا استقبال مکرم حضرت امیر صاحب مقامی قادیان نے مع دیگر ذیشان احباب کے کیا۔ اور دولہا کے گلے میں ہار پہنائے گئے۔ [illegible]

سہ پہر کو مہمانوں کا جلسہ کے [illegible] سے خوش آمدید کیا گیا۔ ازاں بعد تمام دوست صحن مکان میں اکٹھے ہوئے اور تلاوت و نظم کے بعد حضرت امیر صاحب نے جملہ دوستوں کی معیت میں اجتماعی دعا فرمائی۔ اور اگلے روز مورخہ ۱۸/۱۲/۶۵ بروز ہفتہ دعوت ولیمہ ہوئی۔

جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان رشتوں کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ کا موجب ہونے کے لئے دردِ دل سے دعا فرما دیں۔

خاکسار مسعود احمد انیس واقف زندگی درویش قادیان

حکومتِ وقت اور جماعت احمدیہ

(بقیہ صفحہ ۷)

ہندوستان کی تاریخ میں ایسا وقت بھی آیا تھا جبکہ احمدی بھی اپنے بنیادی اصول یعنی حکومت وقت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کو چھوڑ گئے تھے۔ اور یہیں جو الملا نا ست اب تک مرکز میں ہو معمول ہوئی تھی اس سے ظاہر ہے کہ احمدیوں نے اس رویہ کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں نے ان کا سوشل بائیکاٹ کیا ان کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں بلکہ ان کا عرصہ حیات ان پر تنگ کر دیا گیا۔ مگر احمدیت کے حامیوں نے سب کچھ برداشت کر لیا۔ لیکن اپنے آقا اور محبوب کے اس حکم کو نہ بھلایا کہ امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو

باعث فتنہ دیرینہ ان کا مقام نہ ہو

نہ یہ تبدیلی ایک ہی رات میں آگئی تھی۔ کیا یہ جذبہ کسی ظاہری دباؤ کی وجہ سے پیدا ہوا۔ نہیں بلکہ احمدیوں میں یہ راسخ العقیدہ اور جذبہ عمل اس ستر سالہ ٹریننگ کی برکت سے پیدا ہوا ہے جو جماعت کے مذہبی پیشواؤں نے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی جماعت کی سیاسی زندگی کے متعلق ہمارے ملک کے کسی سکالر نے قلم اٹھایا ہے تو اسکی قلم نے اسے ان حقائق کو لکھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ:

ر بھارت کے) احمدیوں کی پوزیشن بطور پر جانچ کی گئی ہے۔ ان کی حکومت کے ساتھ وفاداری کسی بیرونی منفعت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کدورت یا غیر مخلصانہ رنگ ان میں پایا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے دل میں کچھ اور ہو اور زبان پر کچھ اور حکومت ہند کے وہ وفادار ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے لیکر اپنی انگلیوں کے پوروں تک۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں جس جس حکومت کے ماتحت رہتے ہیں اس کے وفادار ہیں۔ اور چلند اسباب کے پیشواؤں کا احترام اور عزت کرنا ان کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے (ہفت روزہ Sentinal Ranchi)

تو کیا ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ مرکز قادیان کے وہ مذہبی لیڈر جو کبھی ہنگامی حالات کے وقت خاص موسم میں ظاہر ہوتے ہیں انہوں نے اپنی قوم یا ملک اور حکومت کیلئے کیا قربانی کی ہے اور سوائے حکومت کو پریشان کرنے کے ان کے نامۂ اعمال میں کوئی کار خیر درج ہے۔

پس اے بھائیو! اس سلسلہ کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو یہ کوئی معمولی سلسلہ نہیں کہ انسانی تدبیریں اس کو نقصان پہنچا سکیں۔ بلکہ احمدیت ایک نعمت ہے اس ملک کے لئے جس میں اس کا پودا لگایا ہوا ہے اور تو یہ اس سے اس حکومت کیلئے جس کے ماتحت یہ رہتے ہوں کیا ہی خوش نصیب ہے۔ وہ حکومت جو اس الٰہی سلسلہ کی قدر کرے۔ اور کتنا بدنصیب ہے وہ حاکم جو اس کو معمولی چیز سمجھ کر اس کی ناقدری کرے۔ میں آخر میں بھارت کے احمدیوں سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ موجودہ نازک وقت میں صحت نیت کے ساتھ ملک اور حکومت کے ساتھ سچی وفاداری کا ثبوت پیش کریں اور عام سیاسی ورکروں کی طرح نہیں بلکہ ایک سچے اور جانباز سپاہی کی طرح ملک کی حفاظت کے لئے کوشاں رہیں۔ کیونکہ جس ملک میں تم رہ رہے ہو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسے محمد رسول اللہ صلعم کی پناہ گاہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ خدا کے کلام میں آیا ہے کہ "رسول اللہ صلعم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں"۔ پس اگر ہم نے خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو خواہ کتنی بھی مشکلات کیوں نہ آئیں اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا اور جس ملک میں بھی احمدیت کا تخم بویا گیا ہے۔ وہ الٰہی بشارات کے ماتحت اب بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی ہے کہ "وہ اب اس سلسلہ کو عظمت دے گا۔ اور تمام دنیا میں پھیلائے گا۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ تمام روئے زمین پر محیط ہو جائے گا"۔ باوجود روکوں اور ابتلاؤں اور مصائب کے اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اپنے مسیح سے وعدہ کیا ہے۔ اس سلسلہ کو برکت پر برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ اس سلسلہ کی طرف منسوب ہونا باعث عزت اور فخر سمجھیں۔

سو اے بھارت میں بسنے والے عزیزو! ان پر یقین رکھو کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن ضرور پورا ہوگا۔ اور حوادث زمانہ سے دگرگوں ہو کر کوئی انقلاب بھی اس میں ترمیم و تنسیخ نہیں کر سکتا۔

پس اے بھائیو! یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ سلسلہ جو تمام دنیا کو منور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے لوگ مٹ کے لئے اس سے نفرت کرنے لگ جائیں گے بلکہ عنقریب یہ زمانہ آنے والا ہے کہ دنیا اسکی قدر کرے گی۔ اور خود ہمارے ملک میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے والوں کے ہاتھ میں ہندوستان کی عزت ہوگی۔ لیکن ابتک جماعت کے متعلق ایک نمایاں خوش کن تبدیلی پیدا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ حالات کو باعزت رنگ میں ساز گار کریگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آج سے ستر سال قبل امام جماعت احمدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ بشارت دی تھی۔

"ہندوستان اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے اندر پھر سے انسانیت کو قائم کیا جائے پھر سے صلح اور آشتی کو قائم کیا جائے پھر سے خدا تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں پیدا کی جائے اور یہ کام سوائے آپ لوگوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ جو آج احمدیت کو بغض اور کینہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ ایک دشمن کی حیثیت میں دیکھتے ہیں۔ وہ اور ان کی نسلیں آپ لوگوں کے ہاتھ چومیں گی۔ آپ لوگوں کے لئے برکتیں مانگیں گی اور دعائیں دینگی کہ آپ لوگ اس بدقسمت ملک کو امن دینے والے اور صلح اور آشتی کی طرف لانے والے ثابت ہوئے۔ احمدیت ایک نور ہے۔ احمدیت صلح کا پیغام ہے۔ احمدیت امن کی آواز ہے۔ تم اس نور سے دنیا کو منور کرو۔ تم اس پیغام کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ تم اس آواز کو دنیا کے گوشے گوشے میں بلند کرو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین۔"

(مکتوبات اصحاب احمد جلد اول ص ۵۵)

آہ! حکیم مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ وفات

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

قادیان ۲۸ دسمبر۔ افسوس آج صبح پونے نو بجے کے قریب حکیم مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے پرسوں ایک دانت نکلوایا تھا۔ کل وقت تو طبیعت اچھی رہی لیکن کل رات کے وقت درد محسوس ہوئی یہ درد بعد میں مؤخر الدماغ اور کمر کی طرف منتقل ہو گئی اور اس طرح اعصابی تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی کل دن بھر مناسب علاج معالجہ ہوتا رہا بلکہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مقامی غیر مسلم ڈاکٹر کو بھی بلا کر دوبارہ معائنہ کروایا اور ان کے مشورہ اور ہدایت کے مطابق طبی امداد دی جاتی رہی اور رات کو کسی قدر افاقہ بھی محسوس ہوا۔ لیکن صبح پونے نو بجے اچانک حرکت قلب بند ہو گئی اور مرحوم اللہ کو پیارے ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل صبح کے وقت بھی پھر شام کو رات گئے تک حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پاس ہی رہے اور آج صبح کے وقت بھی اپنے سامنے دوائی وغیرہ دلاتے رہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ اور ہم قادیان والے اپنے ایک مخلص بھائی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ مرحوم سلسلہ کے بڑے پرانے خادم تھے۔ ایک لمبا عرصہ بطور انسپکٹر بیت المال کام کیا چند سالوں سے دفتر نظارت علیا میں بطور محرر کام کرتے تھے۔ بڑے نیک متقی اور مخلص احمدی تھے۔ آپ علاقہ یوپی کے ملکانہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ موضع ضلع آگرہ کے رہنے والے تھے۔ رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں وفات پائی۔ ایک موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مرحوم کو "مخلص" کے امتیازی لفظ سے یاد فرمایا۔

صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کے ساتھ ساتھ وہ یونانی طب کی کامیاب پریکٹس بھی کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں خدا نے خاص شفا بخشی تھی اسلئے بہت سے غیر مسلم ان کے وصف کے پیچھے مداح تھے اور آج اُن کی اچانک وفات کی خبر سن کر حلقہ احمدیہ کے علاوہ ان غیر مسلم دوستوں کو بھی صدمہ ہوا۔

مرحوم کا نماز جنازہ بعد نماز عصر مہمان خانہ میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے پڑھایا۔ اور درویشان کی بھاری تعداد نے اس میں شرکت کی۔ چونکہ مرحوم موصی تھے اس لئے جنازہ کے بعد مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

چند روز ہوئے مرحوم کی بڑی لڑکی امۃ الرشید جو ملتان پاکستان میں بیاہی ہوئی تھیں کے ناگہانی طور پر وفات پا جانے کی افسوسناک اطلاع ملی تھی۔ ان کے خاندان کے لئے یہ صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ خود ملکانہ صاحب آناً فاناً وفات پا گئے۔ اور اپنے پیچھے چار بیٹے تین بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑ گئے۔ بڑا بیٹا شادی شدہ ہے وہ قادیان میں ہی ہے مع اہلیہ کے مقیم ہے جبکہ دوسرا بیٹا مدرسہ احمدیہ میں مولوی فاضل کلاس میں تعلیم پاتا ہے باقی سب بچے ابھی چھوٹے ہیں۔

ادارہ بدر اس ناگہانی صدمہ پر ملکانہ صاحب مرحوم کے سب خاندان اور بچوں سے اظہار ہمدردی اور دلی تعزیت کرتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے سوگوار بچوں کا حامی و ناصر ہو اور اُن کے زخمی دلوں کو اپنی رحمت